اسمبلی رپورٹ　　(مباحثات)

بارہویں اسمبلی / چودھواں اجلاس (دوسری نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز جمعۃ المبارک مورخہ 2/مئی 2025ء بمطابق ۴/ذیقعد ۱۴۴۶ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	وقفہ سوالات۔	15
3	توجہ دلاؤ نوٹسز۔	37
4	دعائے مغفرت۔	40
5	رخصت کی درخواستیں۔	41
6	قرارداد نمبر 37۔	42
7	قرارداد نمبر 41۔	44
8	قرارداد نمبر 42۔	45
9	قرارداد نمبر 43۔	50

جلد 14　　☆☆☆　　شمارہ 01

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔کیپٹن (ریٹائرڈ) جناب عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز جمعۃ المبارک مورخہ 2/مئی 2025ء بمطابق ۴/ذیقعد ۱۴۴۶ھ۔

بوقت سہ پہر 03 بجکر 40 منٹ پر زیر صدارت کیپٹن (ریٹائرڈ) جناب عبدالخالق خان اچکزئی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **از** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ط

وَاِنَّ مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ لَمَنۡ يُّؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكُمۡ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡهِمۡ خٰشِعِيۡنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشۡتَرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيۡلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اصۡبِرُوۡا وَصَابِرُوۡا وَرَابِطُوۡا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۲۰۰﴾

﴿پارہ نمبر ۴ سُوۡرَۃُ اٰل عمران آیات نمبر ۱۹۹ اور ۲۰۰﴾

ترجمہ: اور کتاب والوں میں بعضے وہ بھی ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور جو اُترا تمہاری طرف اور جو اُترا اُن کی طرف، عاجزی کرتے ہیں اللہ کے آگے نہیں خریدتے اللہ کی آیتوں پر مول تھوڑا یہی ہیں جن کے لئے مزدوری ہے ان رب کے ہاں بیشک اللہ جلد لیتا ہے حساب۔ اے ایمان والو صبر کرو اور مقابلہ میں مضبوط رہو اور لگے رہو اور ڈرتے رہو اللہ سے تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو۔ صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡم۔

☆☆☆

جناب اسپیکر: جزاکَ اللہ۔ اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم۔ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔ وقفہ سوالات۔

میر زابد علی ریکی: سر! اگر آپ مجھے پانچ دس منٹ دے دیں میں آپ کا مشکور و ممنوں ہوں۔

جناب اسپیکر: ایجنڈے کو follow نہیں کریں گے؟

میر زابد علی ریکی: سر! first اگر آپ مجھے پانچ دس منٹ دے دیں بعد میں ایجنڈا شروع کرلیں۔

جناب اسپیکر: اگر آپ کے وہ پرانے issue کے متعلق ہے تو پھر جیسے آئے گا وقفہ سوالات کے بعد اُسی پر کریں گے آپ نے جو بھی کرنا ہے۔

میر زابد علی ریکی: سر! یہ point of public میں ہے اگر اسپیکر صاحب! آپ اجازت دیتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی۔جی۔

میر زابد علی ریکی: سر! کیونکہ ہمارے سارے اپوزیشن کے ساتھی بیٹھے ہیں اجازت ہے۔

جناب اسپیکر: please.

میر زابد علی ریکی: thank you جناب اسپیکر صاحب۔ بات یہ تھی کہ مائنیز کے جو بل کے بارے میں آیا تھا 28 فروری کو، اِسی کے بارے میں جناب اسپیکر صاحب! ہمارے سارے ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں بشمول ہمارے سی ایم صاحب کے اس میں ہمارے سارے ایم پی ایز حضرات بیٹھے ہیں میری بات اگر پانچ دس منٹ سب سن لیں۔ جناب اسپیکر صاحب! جب یہ بل 28 فروری کو لایا تھا تو اجلاس میں پہلے سی ایم صاحب نے ہمارے اپوزیشن لیڈر اور ڈاکٹر مالک صاحب کو لائبریری میں بلایا تھا۔ تو اُس میں وہ لوگ بیٹھ گئے تھے۔ جناب اسپیکر صاحب! اسکے بعد سی ایم صاحب نے آ کے اسمبلی فورم پر 28 فروری کو اس بل کو کمیٹی کے لئے ڈیفر کیا تھا۔ اُس سے پہلے جناب اسپیکر صاحب! ہمارے بلوچستان کے مائنیز اونرز مختلف، پانچ بلوچ اور پشتون بیلٹ کے تھے۔ اُنہوں نے تمام آل پارٹیز کے دروازے کھٹکھٹائے تھے اس بل کے بارے میں۔ کیونکہ اُن کو زیادہ experience تھا معلومات بھی تھیں۔ اُسکے بعد جناب اسپیکر صاحب! میرے خیال میں ہفتہ کے بعد سی ایم ہاؤس میں سی ایم صاحب نے بلوچستان کی آل پارٹیز کو بلایا تھا کہ آپ آجائیں۔ اس میں جیسا کہ آپ لوگوں نے اسمبلی میں اس بل کو آپ لوگوں نے پاس کرنے کے لئے نہیں چھوڑا۔ آپ لوگ آجائیں اس میں دیکھتے ہیں debate کرتے ہیں۔ تو مائنیز اونرز آئے تھے ہم نے اُن کو بھی بولا کہ آپ لوگوں کا یہ شعبہ ہے۔ مہربانی کر کے آپ لوگ بھی آجائیں۔ پھر میں نے باقاعدہ تھا ہمارے نیشنل پارٹی والے بھی تھے ہمارے اتحادی اے این پی والے بھی تھے۔ ہم نے مائنیز اونرز کو سی ایم ہاؤس میں، رمضان کا مہینہ تھا جناب اسپیکر صاحب! آپ بھی اُس میں بیٹھے تھے۔ میرے خیال سے بارہ بجے کا ٹائم تھا جناب اسپیکر صاحب! یہ میرے خیال میں ساڑھے تین چار

بجے تک چلا ہے ظہر کی نماز بھی ہم لوگوں نے وہاں پڑھی۔ تو پھر سب نے جتنے ہماری پارٹیز کے نمائندے تھے، سب لوگوں نے اُنہوں نے بات نہیں کیں۔ تو last میں جناب اسپیکر صاحب! ہم لوگوں نے یہی پھر سی ایم صاحب نے کہا بھئی ابھی اس پر debate بھی ہوگئی ابھی آپ لوگ کیا کہتے ہیں؟ آپ بھی بیٹھے تھے۔ تو اُس میں ہم نے سی ایم صاحب سے کہا کہ سی ایم صاحب آپ اِس کو کمیٹی میں بھی بھیج دیں بہتر ہوگا، اِس پر اور debate کرتے ہیں اسمیں کیا کیا بلوچستان کے خدانخواستہ جو بلوچستان کے حقوق ہیں، جو بلوچستان کے خدانخواستہ خلاف ہیں وہ اُس پر ہم لوگ پھر بیٹھیں گے۔ تو سی ایم صاحب نے اُسی ٹائم کہا کہ ٹھیک ہے یہ آپ لوگ کمیٹی میں بالکل بھیج دیں۔ پھر کمیٹی میں جناب اسپیکر صاحب! میرے خیال سے ایک دو دن کے بعد پھر کمیٹی میں آیا۔ کمیٹی میں سرچیئرمین ہمارے وہاں نہیں تھے بیت اللہ گئے تھے۔ اُس میں پھر share ہم نے کیا اُس میں ہماری نیشنل پارٹی کے بھی نمائندے بیٹھے تھے۔ اے این پی کے ہمارے ملک نعیم بھی بیٹھے تھے۔ مائنز اونرز کو بھی ہم نے وہاں پر بلایا تھا کہ بھائی! آپ لوگ بھی آجائیں۔ حالانکہ رولز کے مطابق یہ نہیں ہے جناب اسپیکر صاحب! مگر ہم لوگوں نے مائنز اونر سے بھی کہا کہ آپ لوگ بھی بیٹھیں جناب اسپیکر صاحب۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال): جناب اسپیکر صاحب! جمال شاہ صاحب ہمارے اسپیکر رہے ہیں ایم این اے ہیں وہ یہاں آئے ہیں۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! بات کر رہا ہوں پہلے بات کو complete ہونے دیں۔

جناب اسپیکر: کریں گے۔ جمال شاہ کاکڑ صاحب کو ہم آج کی کارروائی میں خوش آمدید کہتے ہیں۔

میر زابد علی ریکی: خوش آمدید کہتے ہیں۔ تو جناب اسپیکر صاحب! میں اپنی پارٹی کی طرف سے بھی welcome کرنا چاہتا ہوں ہمارے ایم این صاحب آئے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! رمضان کا مہینہ تھا دو بجے ہم لوگ سیکرٹری طاہر شاہ کے دفتر میں بیٹھ گئے۔ جناب اسپیکر صاحب! میرے خیال میں اس میں سوا چھ بجے تک یعنی دو بجے سے لیکر سوا چھ بجے تک جتنی یہاں شق وغیرہ تھے جناب اسپیکر صاحب! ہم لوگوں نے اُس پر debate بھی کی۔ اُس کو ایک ایک کر کے چیک بھی کیا جناب اسپیکر صاحب۔ چیک کرنے کے بعد جناب اسپیکر صاحب جو مائنز اونر والے اس میں بیٹھے تھے جناب اسپیکر صاحب! اُن لوگوں نے، یہ ڈرافٹ اُن لوگوں کے ہاتھ میں بھی تھا اور بل سے پہلے بھی انہوں نے یہ ڈرافت ہر کسی کو بلکہ آل پارٹیز کو دیا تھا کہ یہ یہ شق کاٹ لیں۔ پھر بلوچستان کے لئے صحیح ہے۔ وفاق کی اس میں مداخلت نہیں ہوگی۔ یہ اُن لوگوں کی تھی سر۔ میں آپ کو کاپیاں بھی دینا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: یہ کمیٹی کی recommendation ہے؟

میر زابد علی ریکی: جی نہیں یہ مائنز اونر والوں کی ہے جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: ok،

میر زابد علی ریکی: تو جناب اسپیکر وہاں ہم لوگ بیٹھے گئے ہم لوگوں نے باقاعدہ، شعیب جان، مائنز کے منسٹر شعیب بھائی تھے۔ تو جناب اسپیکر صاحب! وہاں ہم لوگوں نے وہ تجاویز بھی ہم لوگوں نے اپنی دے دیں۔ جو بلوچستان کے حق وحقوق میں جو خدانخواستہ غلط وفاق کے اختیارات جو بھی تھے جناب اسپیکر صاحب! ہم لوگوں نے کہا کہ یہ نکال دیں، یہ وفاق کے اختیارات چھوڑیں، بلوچستان کے اختیارات پر آجائیں۔ کیونکہ بلوچستان کی مائنز ہیں۔ سب بلوچستان کی ملکیت ہیں۔ آج اگر ہم ہیں کل آپ ہونگے کوئی اور ہونگے، کم از کم یہ چیز آخر تک اِسی طرح رہنی چاہیئے۔ جناب اسپیکر صاحب! اُسکے بعد جب بل آگیا جناب اسپیکر صاحب! 12 مارچ کو جناب اسپیکر صاحب جب بل آگیا۔ تو بل آگیا تمام ٹیبلوں پر سب کے سامنے پیش بھی ہوگیا۔ تو شعیب صاحب نے باقاعدہ اس بل کو پاس بھی کیا۔ سب کے سامنے رکھا تھا یہ تقریباً جناب اسپیکر صاحب! ایک سوبیس صفحے کا یہ بل ہے۔ تمام ٹیبل پر سب ایم پی ایز کے سامنے رکھے۔ بل پاس بھی ہوگیا جناب اسپیکر صاحب۔ اس میں جناب اسپیکر صاحب شعیب جان صاحب بیٹھے ہیں ہمارے ساتھی ہیں ہمارے بھائی ہیں، خاران ہو واشک ہو میرے اُس سے زیادہ تعلقات ہیں اُٹھنا بیٹھنا، بہ نسبت باقی لوگوں سے۔ اس میں جناب اسپیکر صاحب! کچھ پوائنٹس ہم لوگوں نے دیئے تھے مگر اُن لوگوں نے یہ پوائنٹ نہیں نکالے تھے۔ وہاں agree بھی ہوئے تھے۔ شعب جان بھائی! آپ بھی سن لیں۔ ہم لوگوں نے سر! فیڈرل وِنگ کا ہم نے کہا یہ بھی ختم کرلیں۔ لائسنس FMW ہے یہ بھی ختم کرلیں جناب اسپیکر صاحب۔ وفاق کے کچھ اختیارات ہیں اِسمیں مائنز الاٹمنٹس وغیرہ اور پی ایم ڈی سی اولڈا یکٹ کے مطابق، یہ پانچ چھ سات شق تھیں ہم نے، جیسا اُسمیں باقی اُسمیں چالیس پچاس جوشق تھیں شعیب جان بھائی! اِس کی وضاحت بھی کریں گے، بالکل اُس میں کیا تھا۔ اس میں جناب اسپیکر صاحب! 12 مارچ کو کچھ کئے ہیں۔ میں نہیں کہتا ہوں۔ مگر جو لازمی وغیرہ تھے جناب اسپیکر صاحب! وفاق کے اختیارات کچھ اور تھے، ہم نے کہا یہ بھی اُس میں کاٹ لیں۔ اگر خدانخواستہ شعیب جان یا ہمیں یا نیشنل پارٹی ہے، اے این پی ہے یا جماعت اسلامی ہے، ہمیں اگر وہ کہتے ہیں خدانخواستہ یہ لوگ غلط بیانی کرتے ہیں، مائنز اونرز والے بھی بیٹھے تھے دس بندے تھے، پانچ بلوچ بیلٹ پانچ پشتون بیلٹ سے۔ اُن لوگوں کو بحیثیت حلف اُٹھا کے دے دیں کہ یہ جوشق ہم لوگوں نے دیئے تھے ڈرافٹ میں، کمیٹی میں اُن لوگوں اُس ٹائم کہا کہ ٹھیک ہے۔ بعد میں اُن لوگوں نے اس کو ڈرافٹ نہیں کیا سر۔

جناب اسپیکر: اچھا آپ کہتے ہیں کہ آپ نے جو ڈرافٹ بھجوایا تھا اُس کے اندر changes آئی ہیں؟

میر زابد علی ریکی: جی سر۔

جناب اسپیکر: آپ کے علاوہ۔

میر زابد علی ریکی: جی سر مَیں یہ کہتا ہوں۔اگر ہمارے شعیب جان یا ہمارے باقی colleagues کہتے ہیں کہ خدانخواستہ کہ ہم لوگوں نے، ہم نے سر! دیئے تھے۔جناب اسپیکر صاحب! ہم نے دو بجے سے لے کر ساڑھے چھ بجے تک، ایک ایک point کا شارٹ اسکرین ذکر بھی کیا تھا میں، کہ بھئی یہ کاٹیں یہ کاٹیں، یہ کاٹیں، 40,45 شقیں تھیں، اُن میں سے 25 یا 30 بالکل اِس بل میں اُن لوگوں نے کاٹی ہیں سر۔ مارچ 12 کو یہ بل پیش ہوا ہے یہ کاٹی ہیں۔ جو خطرناک بل ہے جناب اسپیکر صاحب! اُن لوگوں نے جو وفاق میں 7,8 جو شقیں ہیں یہ نہیں کاٹی ہیں جناب اسپیکر صاحب! جو وفاق کے اختیارات میں تھے سر۔☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆ ,☆☆☆☆☆☆☆☆ ,☆☆☆☆☆☆☆☆☆ (☆بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کردیے گئے)۔جناب اسپیکر صاحب! شعیب جان بھائی۔۔۔

جناب اسپیکر: Hold on please, Shoaib! let him speak.

میر زابد علی ریکی: شعیب جان بھائی! چلیں آپ کی بات نہیں لیتے ہیں، آپ کا نام نہیں لیتے ہیں گورنمنٹ کا نام لیتے ہیں چلیں۔شعیب جان بھائی! میں آپ کو ایک بات کہتا ہوں۔سر! میری بات complete کرنے دے دیں۔

جناب اسپیکر: منسٹر صاحب! آپ کو پورا ٹائم دیں گے آپ اپنی ساری۔۔۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! میری بات کو complete ہونے دیں پھر شعیب جان بھائی بات کریں۔ پھر آپ اُن کو موقع دے دیں اس میں مسئلہ نہیں ہے۔۔۔(مداخلت)

جناب اسپیکر: منسٹر صاحب! ایک منٹ آپ میری گزارش سنیں۔گزارش یہ ہے کہ دو منٹ مزید اِن کے رہ گئے ہیں آپ اُن کو سُن لیں پھر پورا ٹائم آپ کا ہے، آپ نے اُن کو reply کرنی ہے۔ جی Leader of the House please. Just a minute.

میر سرفراز علی بگٹی (قائد ایوان): ایک گزارش ہے۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! اِس میں اللہ آپ کو جزائے خیر دے دے، اگر ہم نیشنل پارٹی، ANP، خدانخواستہ غلط بیانی کر رہے ہیں، وہاں مائنز اونرز والے بیٹھے ہیں ابھی بھی اُن کو بلائیں۔

جناب قائد ایوان: مَیں اِس مسئلے کا حل نکال دوں آپ کو؟

جناب اسپیکر: کتنے آپ کے مزید issues رہ گئے ہیں وہ بتائیں۔

میر زابد علی ریکی: سر! یہ سات ہیں یہ لے لیں۔

جناب قائد ایوان: جناب اسپیکر! ایک سیکنڈ دیں مَیں اِس مسئلے کا حل نکال دوں آپ کو۔

میر زابد علی ریکی: بلوچستان کے اختیارات ہم لوگوں نے کاٹے تھے، بلوچستان کے یہ سر! آپ دے دیں۔میری بات

سُنیں سر۔ جناب اسپیکر صاحب! ہماری باتوں پر اعتبار نہیں کریں۔

جناب اسپیکر: آپ کی بات on record آ گئی۔ آپ کی بات پر ہم صرف نظر نہیں رکھتے، میری ایک گزارش سن لیں windup کریں۔

میر زابد علی ریکی: میری بات سنیں مائنز اونرز والے آئیں گے سر! بحیثیت مسلمان ہم آپ اُن لوگوں کو شہادت دے دیں کہ اُس دن یہ یہ شقیں تھیں یہ کاٹی ہوئی ہیں۔

جناب اسپیکر: ایک منٹ آپ میری بات سنیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ آپ اپنی speech کے بعد آپ نے اور آپ کی پارٹی واک آؤٹ نہیں کریں گے بلکہ آپ اُن لوگوں کو سنیں گے۔ نہیں نہیں آپ بتائیں آپ واک آؤٹ نہیں کریں گے۔۔۔ (مداخلت) نہیں آپ اُنکو سنیں گے ناں۔۔۔ (مداخلت) دیکھیں آپ اُن کو سُنیں گے۔ میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ آپ کے لئے پورا ٹائم ہے۔

حاجی زابد علی ریکی: آپ بات پوری کرنے نہیں چھوڑ رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: پورا ٹائم ہے آپ جتنا بولنا چاہیں ضرور بولیں۔۔۔ (مداخلت۔ شور) دیکھیں! آپ نے الزام لگایا ہے اُس کو بولنے کا حق ہے آپ اُس کو سنیں گے، آپ واک آؤٹ نہ کریں سُنیں اُن کو پہلے۔ لیکن یہ آپ نے نام لیا ہے۔۔۔ (مداخلت) نہیں الحمدللہ انشاءاللہ آپ کے ساتھ ہیں ہم آپ بے فکر رہیں۔

(اس مرحلے میں اپوزیشن اراکین واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلے گئے)

جناب قائد ایوان: جناب اسپیکر! مجھے یہی اِسی چیز کا، ایک منٹ گزارش سن لیں۔ جناب اسپیکر! جب مَیں کھڑا ہوتا ہوں تو لیڈر آف دی ہاؤس کے بعد تو میرے خیال میں مناسب نہیں ہے۔ یہ اپوزیشن کا رویہ انتہائی نامناسب ہے۔ شعیب صاحب تو ظاہر ہے ساری تفصیل بتائیں گے۔ بلوچستان کے لوگ تو ہمیں بھی سنیں گے، آپ واک آؤٹ کریں گے دوسرے کمرے میں جائیں گے شاید وہاں TV پر نہ سنیں، لیکن بلوچستان کے لوگ تو ضرور سنیں گے۔ تو یہ پوری تفصیل جو ہے وہ منسٹر مائنز آپ کے سامنے رکھیں گے، میری بھی یہ request ہے کہ اپوزیشن کو واپس بلا لینا چاہیے اگر آپ اجازت دیتے ہیں تو۔

جناب اسپیکر: بالکل آپ بنائیں تین بندوں کی کمیٹی بنائیں اُن کے پاس چلے جائیں۔

جناب قائد ایوان: لہڑی صاحب! اور گیلا صاحب آپ چلے جائیں اور آپ خواتین میں سے جو بھی جانا چاہے۔ ہادیہ نواز صاحبہ! آپ چلی جائیں پلیز۔

جناب اسپیکر: ہادیہ نواز صاحبہ! آپ جائیں۔ جائیں جائیں تین چار اراکین چلے جائیں اور اُن کو لے آئیں۔

اچھا میں آپ سے ایک اور چیز بھی گوش گزار کر دوں کہ مَیں نے آج رپورٹ منگوائی ہے۔ جو کچھ کمیٹی نے recommendation دی ہے اُس پر آنرایبل ممبر زابد علی ریکی صاحب کے signature موجود ہیں۔ پھر میں نے جو ڈرافٹ گورنمنٹ نے تیار کیا ہے اُس کو بھی منگوایا، دونوں کو comparatively پھر اِن کو حوالے کیئے ہیں کہ آپ اُن دونوں کو compare کریں جو جو چیزیں اس کے اندر آپ کو ڈرافٹ کی جو آپ نے بھجوائی ہے اُس سے اگر علیحدہ کوئی چیز add کی گئی ہے تو ضرور آپ اُسکو point out کریں۔لیکن وہ کیا کریں اب مشکلات ہیں۔

جناب قائدایوان: جناب اسپیکر!مَیں جو اکثر آپ سے کہتا ہوں ناں کہ رولزآف بزنس کے تحت اگر ہال چلے تو اُس میں ایک rule اور بھی ہے جو شعیب نوشیروانی صاحب کھڑے ہوتے "it is called " self-explanation اور self-explanation جب دوسرا فاضل ممبر آپ کا نام لیتا ہے تو you can stand

جناب اسپیکر: جی بالکل۔

جناب قائدایوان: اور آپ کا یہ فرض تھا کہ آپ شعیب صاحب کو اُس وقت مائیک دے دیتے۔ unfortunately نہیں دیا آپ نے۔اور مَیں اسد بلوچ صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ atleast اُن کے اندر اِتنا حوصلہ ہے کہ وہ بیٹھ کر بات سنیں گے۔ مخالفت تو اُنھوں نے بھی اِس بل کی کی ہے لیکن میں اُن کو appreciate کرتا ہوں۔ thank you

میر اسد اللہ بلوچ: point of order پر جناب اسپیکر!ایک منٹ۔

جناب اسپیکر: اسد بھائی!جاتے ہوئے اُنھوں نے مجھ پر بھی الزام لگایا ہے کہ مَیں پارٹی کا نہیں بلکہ اسپیکر بنوں۔ حالانکہ یہ رولز موجود ہیں کہ جب نام لیا جائے تو concerned minister کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اُسی وقت کھڑا ہو جائے اور اپنا جواب اُس کے سامنے بالکل پیش کریں۔

میر اسد اللہ بلوچ: جناب اسپیکر!مَیں پانچ دفعہ اسمبلی میں آیا ہوں۔آپ کے رولزآف بزنس کی ہرشق کا مجھے پتہ ہے اور آئین کو مَیں نے اچھے طریقے سے پڑھا ہے۔جہاں تک میں آگے چلوں پھر میرا question ہے کہ اُس روز جب رولزآف بزنس کو ☆☆☆ کیا مَیں کیا کہوں ابھی اِس کو۔آپ کے وقفہ سوالات کے بعد ایجنڈے میں یہ تھا میرا توجہ دلاؤ نوٹس، اِس کو ☆☆☆ کیا گیا، کیوں؟

جناب اسپیکر: کب اِس کو ☆☆☆ کیا گیا ہے؟

میر اسد اللہ بلوچ: 30 تاریخ کو جب آپ کا اجلاس تھا۔کیوں اس کو ☆☆☆ کیا گیا؟

جناب اسپیکر: وہ ☆☆☆ نہیں ہوا ہے۔(☆ بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کر دیے گئے)۔

میر اسداللہ بلوچ: اب اسپیکر صاحب! آپ ایک منٹ تحمل سے سنیں۔ آپ نے جو☆☆☆☆☆, ☆☆☆☆☆ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆, ☆☆☆☆☆☆, ☆☆☆☆☆☆, ☆☆☆☆☆, ☆☆☆ ☆☆☆☆☆☆☆☆ (☆بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کردیے گئے)۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ بالکل بے بنیاد الزام لگا رہے ہیں، اسکے اوپر۔ نہیں نہیں آپ خود اُس رول کو ابھی پامال کر رہے ہیں۔

میر اسداللہ بلوچ: آپ جناب! دیکھیں ناں۔

جناب قائد ایوان: مَیں self-explanation پر ہوں۔

میر اسداللہ بلوچ: سرفراز صاحب! ایک منٹ۔

جناب قائد ایوان: مَیں self-explanation پر ہوں۔ آپ نے میرا نام لیا ہے۔

جناب اسپیکر: آپ نے اُن کا نام لیا ہے ناں اُن کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ۔۔۔

میر اسداللہ بلوچ: اس کو کیوں ☆☆☆ کیا گیا ہے؟

جناب اسپیکر: نہیں ☆☆☆ نہیں ہوا ہے آپ سُنیں۔ (☆بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کردیے گئے)

میر اسداللہ بلوچ: سی ایم صاحب روزانہ یہی کہتے ہیں کہ رولز آف بزنس کے تحت اِس کو چلائیں۔

جناب اسپیکر: رولز آف بزنس کے تحت ہی یہ بل move ہوا۔ ایجنڈے کو۔۔۔ (مداخلت)

میر اسداللہ بلوچ: ☆☆☆☆☆☆☆☆ (☆بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کردیے گئے)

جناب اسپیکر: یہ رولز جو ہیں یہ آپ کو پڑھنے پڑیں گے۔ مسئلہ پتہ ہے کیا ہے اسد بھائی! آپ آنریبل ممبر ہیں، مسئلہ یہ ہے آپ پڑھتے بھی نہیں ہیں اور بحث بھی کرتے ہیں اُس پر آپ کو پہلے پڑھ کے اسمبلی کے اندر آنا چاہیے۔

میر اسداللہ بلوچ: مَیں نے پڑھا ہے۔

جناب اسپیکر: آپ نے رولز نہیں پڑھے ہے سنیں۔ رولز کے مطابق مجھے یہ اختیار حاصل ہے کہ مَیں ایجنڈے کو next day تک defer کر سکتا ہوں۔ یہ مجھے حق حاصل ہے۔

میر اسداللہ بلوچ: ☆☆☆☆☆☆☆ (☆بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کردیے گئے)

جناب اسپیکر: یہی تو مَیں کہہ رہا ہوں کہ آپ۔۔۔

میر اسداللہ بلوچ: last time پر آپ نے کہا پندرہ منٹ کے لئے وقفہ ہے لیکن آپ نے وقفہ بھی نہیں کیا۔ مَیں

اُٹھا،مَیں نے کہا کہ جناب اسپیکر صاحب kindly۔۔۔

جناب اسپیکر: مَیں نے جب کہا کہ وقفہ ہے تو وہ وقفہ جو ہوتا ہے۔۔۔(مداخلت) میرے بھائی سُنیں ناں،آپ سنتے نہیں۔مَیں جب وقفہ کرتا ہوں،میری گزارش آپ سنیں۔

جناب قائدایوان: میری گزارش سنیں پلیز جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی جی پلیز۔

جناب قائدایوان: جناب اسپیکر! کل اسد صاحب شاید توجہ سے نہیں سن رہے تھے۔ہمارے آنریبل ممبر نے جو پارلیمانی سیکرٹری ہیں پارلیمانی آفیئرز کے اُنہوں نے exemption کی تحریک پیش کی،اُس exemption کی تحریک کو ہاں نے approve کیا کہ جو آج کا ایجنڈا ہے یہ next اُس پر چلا جائے۔

جناب اسپیکر: بالکل۔

جناب قائدایوان: تو exemption دی آپ نے۔

جناب اسپیکر: بالکل۔

جناب قائدایوان: دوسری اُنہوں نے میرے بارے میں بات کی،مَیں self-explanation پر بتادوں کہ نہ مَیں یہ گستاخی کرسکتا ہوں کہ مَیں آپ کو، آپ Custodian of the House ہیں مَیں آپ کو کیا،آپ مجھ سے سینئر ہیں اور میں آپ کو نہ guide کرتا ہوں اُن الفاظ کو حذف کیا جائے۔اور ساتھ ساتھ اِنہوں نے ایک اور لفظ استعمال کیا Custodian of the House کے بارے میں کہ آپکے☆☆☆☆☆☆☆ (☆بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کردیے گئے) آپ ایک ریٹائرڈ کیپٹن ضرور ہیں اور آپ کو اپنے profession پر بالکل فخر ہونا چاہیے اور ہم سب کو ہے۔

جناب سپیکر: الحمدللہ۔الحمدللہ۔

جناب قائدایوان: لیکن آج آپ politician ہیں۔اِن الفاظ کو بھی حذف کیا جائے۔یہ الفاظ مناسب نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: اسد بلوچ کے جو بھی الفاظ ہیں سارے کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

جناب قائدایوان: اور مَیں مذمت کرتا ہوں کہ Custodian of the House کے بارے میں اِس طرح کی زبان،دیکھیں اور سنیں۔ exemption کی قرارداد آئی آنریبل ممبر نے دیا اور exemption کی قرارداد پاس کی اِس اسمبلی نے۔یہ تو پوری اسمبلی کی توہین ہے۔thank you

جناب سپیکر: آپ یہ جو ہے ناں۔

میر اسد اللہ بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! آج جو یہ یہاں سے نکل گیا☆☆☆☆☆☆☆ (☆بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کردیے گئے) جو کر رہے ہیں یہ تو سارے موجود تھے انہوں نے دستخط کر دیے سارے چیزوں پر۔ ڈاکٹر مالک صاحب بھی موجود تھے، یہاں تو سارے موجود تھے۔ یہ کہاں کا☆☆☆☆☆☆☆☆ (☆بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کردیے گئے)۔ جب عوام کا پریشر ہوا۔ جو لوگوں نے کہا وہاں فضل الرحمٰن کا پریشر ہوا، اِس کا مطلب یہ ہوا کہ کسی نے، اب ایک شادی پر کسی ایک غریب کے پاس پیسے تھے اُس نے کہیں جگہ جا کے منگنی کی، شادی بھی ہوئی، اُس کے بعد جب پریشر ہوا، کہتا ہے ہم اِس شادی کو نہیں مانتے۔ وہ بیچارے نے کہا شادی تو ہوگئی ابھی واپس نہیں ہوگی۔ یہ وزیر اعلیٰ بلوچستان رہ چکے ہیں☆☆☆☆☆ (☆بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کردیے گئے)

جناب سپیکر: Thank you very much

میر اسد اللہ بلوچ: اپوزیشن پڑھنا نہیں جانتی؟

جناب سپیکر: Thank you very much

میر اسد اللہ بلوچ: آج یہ یہی کہہ رہے ہیں کہ ہم نے بائیکاٹ کیا ہے، ساری چیز کو پڑھ کے انہوں نے اُس روز مخالفت کیوں نہیں کی؟ کہ مَیں اِس بل کا خلاف ہوں اور آخری دَم تک خلاف رہوں گا۔ مائنز اور منرلز کا، میرا اپنا مؤقف ہے، پارٹی کا مؤقف ہے۔ لیکن ایسے☆☆☆☆☆☆☆ (☆بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کردیے گئے) کے ساتھ میں نہیں ہوں گا۔ اس سرزمین کی وسیع تر مفاد پر لڑوں گا اور حق پر لڑوں گا۔

جناب سپیکر: اچھی بات ہے۔ اب اسمبلی کے اجلاس میں 15 منٹ کے لیے وقفہ کیا جاتا ہے۔ آپ سے گزارش یہ ہے کہ آپ رولز اور ریگولیشن بھی پڑھیں اور پڑھ کے آیا کریں۔ thank you

(15 منٹ وقفہ کے بعد اسمبلی کا اجلاس دوبارہ شروع ہوا)

جناب سپیکر: السلام علیکم۔ جی قائد ایوان صاحب۔

جناب قائد ایوان: شکریہ جناب اسپیکر! مجھے اپوزیشن کے دوستوں نے بلایا تھا لائبریری میں اور مَیں وہاں گیا تو، before coming to the point I just want to request you one thing. کہ جو زابد ریکی صاحب نے تقریر کی ہے اور اُس میں میر شعیب نوشیروانی صاحب کا نام لیا ہے۔ مَیں آپ سے request کرتا ہوں اور زابد صاحب سے بھی request کرتا ہوں کہ ہم ایک دوسرے کو اس طرح finger crossed نہیں کر سکتے ہیں۔ نہ اُس میں میر شعیب کا کوئی تعلق تھا، اور ناں میر شعیب کا اُس میں کوئی لینا دینا ہے۔ وہ منسٹر ہے۔ وہ اسمبلی کی کاروائیوں

میں اُن کا کوئی تعلق نہیں ہے۔تو آپ مہربانی کر کے اگر وہ الفاظ حذف کرا دیں تو I will be very grateful. اب میں دوسرا آجاتا ہوں اپوزیشن لیڈر سے۔

جناب سپیکر: میر شعیب نوشیروانی کے متعلق جو الفاظ تھے وہ آج کے کارروائی سے حذف کیے جائیں۔

جناب قائد ایوان: شکریہ جناب اسپیکر۔ جناب اسپیکر! مَیں اپوزیشن کے دوستوں سے ملا ہوں، اِدھر دو points raise ہوئے ہیں۔ یہ پارلیمنٹ، یہ اسمبلی سپریم ہے۔ اس کی respect، اِس کی dignity ہم سب پر فرض ہے۔ جب ہم اِس کی dignity اور اِس کی respect کا دھیان نہیں رکھیں گے تو کوئی اور بھی نہیں کرے گا۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج جمہوریت کا یہ عالم ہے۔ جناب اسپیکر! دو چیزیں raise ہوئیں، ایک یہ raise ہوئی اپوزیشن کے دوستوں کی طرف سے کہ کمیٹی میں بات کوئی اور ہوئی، کمیٹی میں agree کسی اور چیز پہ ہوئے اور ٹیبل کچھ اور ہوا۔ تو اِسکے لیے I request you as Custodian of the this House کہ آپ اُس میں immediately ایک کمیٹی بنائیں، جس میں اپوزیشن اور حکومت کے دوستوں کو شامل کریں۔ اور اِس کی ایک آزادانہ انکوائری کرائیں۔ میرا نہیں خیال کہ آج تک بلوچستان کی تاریخ میں یا کسی بھی پارلیمنٹ کی تاریخ میں ایسا ہوا ہو کہ minutes کچھ اور آیا ہوں اور اندر ٹیبل کچھ اور ہوئے ہوں۔ اور اگر ایسا ہے تو This is something very serious.

جناب سپیکر: serious ہے۔

جناب قائد ایوان: آپ کو اِس کو very seriously لینا چاہیے۔ اب دوسری جو بات ہے اپوزیشن کے دوستوں کی مائنز اینڈ منرلز کے بل کے حوالے سے from the day first جناب اسپیکر! ہمارے ہر معاملہ میں یہ خواہش رہی ہے ہر معاملہ میں کہ ہم اپنے اپوزیشن کے دوستوں کو on-board رکھیں، کسی بھی Legislation میں جو کہ ہمارا right ہے، گورنمنٹ کا یہ right ہے، ہمارے پاس majority ہے کہ ہم اپنے Bills خود بھی پاس کر سکتے ہیں۔ لیکن ہم consensus کیوں develop کرتے ہیں؟ کہ بلوچستان اِس ٹائم consensus کا متحمل ہے۔ بلوچستان کو اِس وقت consensus کی ضرورت ہے۔ اور ہم وہ consensus اور ہمارا جو اسمبلی کا ایک decorum رہا ہے، یہ ایک روایت رہی ہے۔ اِس صوبے کی روایات ہی مختلف ہیں۔ تو ہم اُن روایات کو سامنے رکھ کے ہمیشہ کوشش کرتے ہیں، جس دن یہ بل آیا، آپ کے سامنے بات ہوئی، اپوزیشن لیڈر نے اور اپوزیشن کے دوسرے دوستوں نے ڈاکٹر مالک صاحب وغیرہ نے، اُس بل پر اعتراض کیا کہ اسکو immediately پاس نہ کریں۔ حالانکہ ہماری حکومت کے پاس majority تھی ہم کر سکتے تھے لیکن ہم نے اپوزیشن کے دوستوں کو دعوت دی اُس پر سیر حاصل قسم کی بحث ہوئی۔ اور اب کیونکہ اُس میں پھر کچھ issues ایسے ہیں جن پر اپوزیشن کے دوستوں کو اعتراض ہے۔ تو ہمارے دروازے کھلے

ہوئے ہیں۔میں آج ایک بار پھر اپوزیشن کے دوستوں کو دعوت دیتا ہوں کہ آیئے ہمارے ساتھ اِس بل پر بیٹھیں، next week ہم اِس پر ایک میٹنگ رکھیں گے آپ تمام دوست چیف منسٹر ہاؤس تشریف لے کر آئیں۔اُس کی ایک ایک شق کو ایک بار پھر دیکھ لیں گے۔ جہاں ایگریمنٹ ہوا ہے وہاں ایگریمنٹ کریں گے۔ جہاں ایگریمنٹ نہیں ہوا وہاں agree کریں گے، ڈس ایگریمنٹ اور اُس کو دوبارہ آپ کسی پرائیویٹ ممبر بل کے طور پر لانا چاہتے ہیں اگر آپ کے ممبرز پورے ہو جاتے ہیں تو آپ اُس کو دوبارہ پاس کرالیں۔اگر ہم agree ہو گئے اُن چیزوں پر جن پر اعتراض ہے یا ہم اُن کو قائل کرسکیں تو بات سامنے آجائے گی۔تو اِن دو ریکویسٹر کے ساتھ ایک آپ کو immediately ایک کمیٹی بنانے کی ضرورت ہے کہ آنریبل ممبرز ہیں ہمارے دوست ہیں لیکن اُنہوں نے ایک ایسی بات Floor of the House پر کردی ہے کاش! یہ ہم پہلے مل لیتے۔ یہ معمولی بات نہیں ہے۔ اِس پارلیمنٹ کے تقدس، اِس august House کے تقدس کی بات ہے۔ یہ انریبل ممبرز کا سب کا جو privilege ہے وہ breach ہوا ہے اور مجھے یقین ہے کہ ایسا نہیں ہوا ہوگا وہ اِنکوائری سامنے آجائے گی۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔اور اگر اعتراض ہے تو دونوں چیزوں پر ہم تیار ہیں۔ جب اپوزیشن کے دوست چاہیں ہم بیٹھنے کے لیے تیار ہیں۔ تو I thank you all ایک ریکوئیسٹ ہے اسد بلوچ صاحب سے بھی ہے، جناب زابد ریکی صاحب سے بھی ہے کہ پلیز بلوچستان کی اپنی روایات ہیں، نام لینا ایک دوسرے کا اِنتہائی نامناسب ہے۔ جیسے، میرا نام ابھی پکار رہے تھے اسد بلوچ صاحب۔ وہ اُنہوں نے ،اُنکا کہا منسٹر صاحب کا۔تو ہم ایک دوسرے کے colleagues دوست ہیں۔ہمیں ایک دوسرے کی respect کا خیال رکھنا چاہیے۔ہمیں ایک دوسرے کی dignity اور honour کا خیال رکھنا چاہیے۔ اگر یہ cross fingering start ہو جائے تو اِدھر سے دس لوگ کھڑے ہو کے آپ کا نام لینے لگ جائیں گے اور یہ مناسب بات نہیں ہے۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: Thank you Leader of the House. میں سی ایم صاحب سے صرف یہ کہوں گا کہ آپ اپنے طور پر بیشک اُن کو بلائیں اُن کو بٹھائیں۔ اُن کے خدشات کو address کریں ان کو دُور کریں۔لیکن جو allegation اسمبلی اور اِس کی ٹیم پر لگی ہے اُس کی ہم probe کریں گے اُس میں جو بھی ملوث پایا گیا، اُس کیخلاف ہم disciplinary action لیں گے اور اگر نہیں پایا گیا، ہم آپ کے سامنے وہ رپورٹ لائیں گے تقریباً کہ یہ اگر وہ جو allegation ایک آئی ہے وہ حقیقت پر مبنی ہے یا اُس کے بغیر ہے۔جی ڈاکٹر مالک صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: سر! میں ایک چیز کی explanation کرنا چاہتا ہوں آپ کی اجازت سے۔ہم نے جب واک آؤٹ کیا، میرے ایک معزز دوست نے، ممبر نے کہا کہ جی ہم ☆☆☆☆☆☆☆☆ (☆بحکم جناب اسپیکر

غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کردیے گئے) مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب لفظ نہیں ہے۔ہم نے اپنی زندگی اصولوں پر دی ہے۔ہم نے زندگی میں ☆☆☆☆(☆بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کردیے گئے) نہیں کی۔

جناب اسپیکر: اِن الفاظ کو بھی حذف کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: مَیں اگر اپنا منہ کھولوں۔ٹھیک ہے ناں۔۔۔(مداخلت) تو آپ بیٹھ جائیں۔آپ بیٹھ جائیں۔۔۔(مداخلت۔شور)

جناب اسپیکر: order in the House please. آنرایبل ممبرز خیر جان بلوچ صاحب! آپ تشریف رکھیں تشریف رکھیں خیر جان بلوچ صاحب! تشریف رکھیں۔جب آپ سارے آنریبل ممبرز سے جب ہم یہ ریکوئیسٹ کرتے ہیں کہ اسمبلی کو رولز کے مطابق چلنے دیں آپ اُس کو چلنے نہیں دیتے۔اور پھر اُس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے جو بدمزگی پھیلتی ہے اُس کا میرے خیال میں مناسب نہیں ہے۔اگر آپ ،منسٹر صاحب اب کوئی ضروری بات ہے تو۔منسٹر صاحب کا مائیک آن کریں۔

میر شعیب نوشیروانی (وزیر خزانہ): جناب اسپیکر! سی ایم صاحب کی وضاحت کے بعد تو وجہ نہیں بنتی کہ میں اُن سے اُوپر کوئی بات کروں لیکن چونکہ حاجی زاہد صاحب نے میرا نام پکارا، وہ میرے بھائی ہیں۔لیکن میں اُن سے کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر اور ناظر جان کر کہیں کہ اُس دن جب اُن کے ساتھ اُس میٹنگ میں میں بیٹھا تھا اگر وہ بلوچستان کے مفاد کی بات کررہے تھے،اگر اُس کے ساتھ بیٹھیں دیگر پارٹی بلوچستان کے مفاد کی بات کررہے تھے،اگر اُس کے ساتھ بیٹھیں مائنز اونرز ایسوسی ایشن بلوچستان کے مفاد کی بات کررہے تھے۔اگر میں اُن کے ساتھ کھڑا نہیں تھا اُن کے ہاں میں ہاں نہیں تھا تو میرے اُوپر یہ بات حلفیہ اُٹھا کر یہ کہیں کہ میں نے ناں کیا ہے یا میری بات اُن کی انکاری تھی یا میں اُن کے ساتھ کھڑا تھا بلوچستان کے مفاد پر۔اللہ تعالیٰ کے نام پر جو یہ بات اِنہوں نے کرنی ہے اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر کہے کہ کیا ہے اس سوال کا جواب میں اُن سے چاہوں گا۔

جناب اسپیکر: thank you۔میرے خیال میں یہ سوال جواب ختم کرتے ہیں Let's go back to the agenda. اُن کے مطابق چلیں گے۔

جناب اسپیکر: وقفہ سوالات۔

سید ظفر علی آغا صاحب آپ اپنا سوال نمبر 123 دریافت فرمائیں۔ mover اور concerned minister دونوں آج کی اس سیشن میں available نہیں ہیں تو S&GAD کے متعلق سید ظفر علی آغا صاحب کے تین چار سوالات ہیں اِن چاروں کو next session تک defer کیا جاتا ہے۔پانچ مئی کو جو سیشن ہوگا۔

میر یونس عزیز زہری (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر صاحب! پچھلے اجلاس میں بھی میں ہم نے کہا تھا کہ جس دن وقفہ سوالات ہوتے ہیں منسٹرز موجود نہیں ہوتے۔ یہ پورا سال اسی طرح سے چل رہا ہے۔

جناب اسپیکر: وہ آپ کے منسٹر نے آپ کے ممبر سے ریکوئسٹ کی تھی کہ میں کہیں جا رہا ہوں۔

جناب قائد حزب اختلاف: منسٹر نے ریکوئسٹ کی تھی اُس ممبر کے علاوہ بھی دوسروں کے سوالات ہیں اگر ایک ممبر سے اگر اس طرح ہوتا ہے پچھلی دفعہ بھی ہم نے کہا تھا آج بھی ہم کہتے ہیں کہ مہربانی کر کے اُس دن سی ایم صاحب نے بھی یہی ریکوئسٹ کی تھی آپ سے کہ آپ اُن کو۔۔۔

جناب اسپیکر: اپوزیشن لیڈر صاحب کا مائیک آن کریں۔

جناب قائد حزب اختلاف: اور جس دن وقفہ سوالات ہوتے ہیں آپ کے منسٹرز نہیں ہوتے پھر سوالات کا سسٹم ختم کر دیں۔ کہ آئندہ بلوچستان اسمبلی میں وقفہ سوالات کا آئین میں ترمیم کر کے اس سے نکال دیں۔

جناب اسپیکر: valid point ہے یہ۔

جناب قائد حزب اختلاف: اس طرح کر لیں کیوں کہ جس دن وقفہ سوالات ہوجاتے ہیں منسٹر نہیں ہیں۔ ایک تو سوالات چھ مہینے آٹھ مہینے یا سال کے بعد آجاتے ہیں تو منسٹر صاحب موجود نہیں ہوتے۔ اور اس لیے منسٹر صاحبان نہیں ہوتے کہ وہ سوالات کے جواب دینے کے موڈ میں نہیں ہوتے۔ وہ منسٹرز سوالات کے جوابات نہیں دے سکتے تو اس لیے جناب اسپیکر! اُس دن بھی ہم نے ریکوئسٹ کیا تھا روز ہم ریکوئسٹ کر رہے ہیں اور سی ایم صاحب نے بھی ریکوئسٹ کی تھی اور یہی کہا تھا کہ جی ہماری کابینہ کے لوگ ہیں وہ آنا چاہیے۔ اگر اس طرح ہر وقت ہوگا ہم سوالات، ہمارے پاس اور اختیار کیا ہے۔ یہی ہمارے سوالات ہیں اس کو اگر وہ attend نہیں کرتے ہیں تو پھر ہمارے بیٹھنے کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہے کیا کریں ہم؟

جناب اسپیکر: بالکل point آپ کا valid ہے اس پر کوئی دو رائے نہیں ہے۔

جناب قائد حزب اختلاف: تو اس طرح نہیں ہوگا جناب اسپیکر! یا اس کے لیے سخت رولنگ دے دیں یا وقفہ سوالات کا سسٹم ہی ختم کر دیں۔

جناب اسپیکر: اپوزیشن لیڈر صاحب! اب میں یہ آپ سے گزارش کر دوں۔

جناب قائد حزب اختلاف: پہلے بھی آپ نے کہا تھا لیکن کچھ بھی نہیں ہوا جناب اسپیکر! صرف آپ کی باتیں کہنے کی حد تک ہیں باقی عملدرآمد کسی چیز پر بھی یہاں نہیں ہو رہا ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں آپ سنیں for example میں آپ کو دے رہا ہوں محکمہ اطلاعات کے متعلق تین

سوالات ہیں جو کہ رحمت صالح بلوچ صاحب نے کیے ہیں۔ He is the Questioner اور وہ آج کے سیشن میں موجود نہیں ہے لیکن concernd ministe موجود ہے۔

جناب قائد حزب اختلاف: اگر نہیں ہے تو اُس کی سزا اُن کو ملے گی۔

جناب اسپیکر: تو میرا مطلب یہ ہے کہ صرف ایسا نہیں ہے کہ۔۔۔۔

جناب قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! آپ کی توپوں کا رخ اپوزیشن کی طرف ہے۔ اگر کوئی بندہ اپنے سوالات کو attend نہیں کرتا بھلے اُس کے سوالات خارج کر لیں۔ لیکن جو گورنمنٹ کا ہے اُس کی ذمہ داری ہے گورنمنٹ کی ہے۔ وہ وزیر بنتے ہیں اس لیے بنتے ہیں وہ کابینہ کا حصہ اس لیے ہیں کہ جناب اسپیکر! وہ اپنے سوالات کو attend کر دیں وہ ہمیں جواب دے دیں۔ ہم پابند نہیں ہیں کسی کے اور وہ پابند ہیں جناب اسپیکر۔ آپ خوامخواہ توپوں کا رُخ اپوزیشن کی طرف کر رہے ہیں کہ جی وہ نہیں ہے اگر وہ نہیں ہے تو اُس کا خارج کر دیں۔ ہم اُس کا favor تو نہیں کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں توپوں کا رُخ نہیں ہے آپ نے کہا تھا کہ ہم سوال اُٹھاتے ہیں اور concern ministers آتے نہیں ہیں تو میں نے کہا کہ concerned ministers بھی نہیں آتے ہیں اس میں دورائے نہیں ہے لیکن جو سوال کرتے ہیں وہ بھی نہیں آتے ہیں یہ مسئلہ ہے۔

جناب قائد حزب اختلاف: نہیں آتے ہیں وہ اپنا مجرم خود ہے وہ اپنے حلقے والوں کو خود جواب دے دے گا وہ اپنے بلوچستان کو جواب دے گا وہ اپنے لوگوں کو جواب دے گا۔ دیکھیں جناب اسپیکر! آپ بات کو اُس طرف لے جا رہے ہیں منسٹر پابند ہے وہ کابینہ کا حصہ ہے وہ اس لیے تنخواہ لیتا ہے وہ مراعات لے رہا ہے اِنہی چیزوں کے لیے کہ جی میں سوالات کا جواب دے دوں گا میں اپنے ڈیپارٹمنٹ کو دیکھ لوں گا میں اپنی چیزوں کو دیکھ لوں گا۔ آپ سوال کو اِدھر بھی لے جا رہے ہیں اور اُدھر بھی لے جا رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: دونوں طرف سے ہو رہا ہے۔ میری آپ کی موجودگی میں ہاؤس کی موجودگی میں چیف منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہے اور تمام منسٹرز صاحبان سے کہ پلیز اس پوائنٹ کو آپ serious لیں اور آپ اپنی موجودگی کو یقینی بنائیں تاکہ سیشن کے دوران آپ سے متعلق جو بھی questions ہیں آپ کو یہاں ہونا چاہیے۔ otherwise پھر بات حقیقت ہے کہ پھر یہ سوال جواب کا سلسلہ اُس کی کوئی value نہیں رہتی۔ پھر وہ میرے خیال میں ایسے ہی مذاق بن کر رہ جاتا ہے۔ تو مہربانی کر کے اپوزیشن والے بھی گورنمنٹ والے بھی جو سوال کرتے ہیں وہ بھی ensure کریں اپنی presence کو اور جن کے متعلق سوال ہے اُن سے بھی گزارش ہے کہ وہ بھی اپنی presence ensure کریں اور وہ اسمبلی سیشن کے دوران حاضر رہے۔ Thank you very much مولوی صاحب! ایجنڈے پر نہ

چلیں آپ کو ٹائم دیں گے بولنے کے لیے۔

مولوی نوراللہ: جی جب معاملہ گزر جائے گا سلسلہ ختم ہوجائے گا۔

جناب اسپیکر: مولوی صاحب کا مائیک آن کردیں۔ دیکھیئے بار بار یہی issue آرہا ہے میں کہتا ہوں کہ ایجنڈے پر آجائیں کوئی بھی ممبر تیار نہیں ہے ایجنڈے پر آنے کے لیے۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ پھر by forcefully ہمیں یہ کرنا پڑے گا۔ اور پھر مجھے عجیب سی باتیں سننی پڑتی ہیں کہ آپ فلاں فلاں تقریباً۔ میں تو صرف یجنڈے کو ensure کراتا ہوں۔ جی مولوی صاحب۔

مولوی نوراللہ: جناب اسپیکر! شکریہ۔ میں اس بات کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ اگر دھوکے پر مبنی ہے اور کسی نے دھوکہ دے کر فیصلہ کسی اور طرح ہوا ہے اور ٹیبل کسی اور طرح ہوا ہے تو آپ نے فیصلہ صادر فرمایا کہ اس کی انکوائری ہوگی۔ میں وضاحت کے ساتھ اپنا مؤقف بیان کرنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ دھوکے پر مبنی ہے یا دھوکے سے آرہی ہے، دونوں صورتوں میں یہ بل یہ وفاق کا تسلط یہ وفاق کی مداخلت صوبائی خودمختاری پر قدغن اٹھارہویں ترمیم پر، اُس میں ناجائز تصرفات، بلوچستانی عوام کے لیے خواہ وہ بلوچ ہو یا پشتون ہو کسی صورت بھی ہمیں قابل برداشت نہیں ہے۔ یہ ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔ ہم اِس بل کی یہاں فلور پر مخالفت کریں گے۔ اگر یہاں میری بات نہیں سنی گئی، ہمارے بلوچستانی نمائندوں کی بات، تو ہم سڑکوں پر مزاحمت بھی کریں گے۔ خواہ ہمیں جس قدر حکومت اور State مجبور کریگی۔ ہم اُس کا مقابلہ کریں گے۔ وضاحت کے ساتھ میں یہ بات بیان کرنا چاہ رہا تھا یہ مؤقف واضح کیا۔ یہ بل وفاق کی مداخلت اور یہ وفاق کے تسلط، وفاق کا ظلم اور ناجائز بلوچستان کے حقوق پر ڈاکہ، یہ وفاق کا وجودِ پاکستان سے لے کر آج کے دن تک اِس کا وطیرہ رہا ہے۔ ہم قطعاً صوبائی خودمختاری ہاتھ سے جانے نہیں دیں گے۔ اور صوبائی خودمختاری صرف صوبہ پنجاب کے لیے ہے، نہ خیبر پشتونخوا کی صوبائی اسمبلی خودمختار ہے نہ حکومت خودمختار ہے نہ بلوچستان کی اور نہ سندھ کی۔ ہم محکوم، مظلوم، محروم عوام کے ترجمان بن کے یہاں اسمبلی میں آئے ہیں۔ اور یہ وضاحت کے ساتھ بتادینا چاہتے ہیں کہ یہ بل یہ ایکٹ جو 12 مارچ کو منظور ہوا ہے غلط فہمی میں ہو۔ شاید غلطی کیا ہو ممبروں نے غلطی سرزد ہوا ہو یا دھوکہ دیا گیا ہو۔ دونوں صورتوں میں یہ بل ہمارے لیے ناقابل برداشت ہے۔

جناب اسپیکر: thank you مولوی صاحب۔ اب ایجنڈے پر آتے ہیں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: جناب اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: اِس بل پر؟ جی زمرک صاحب کا مائیک آن کریں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: جناب اسپیکر صاحب شکریہ۔ مائنز کے حوالے سے مولانا صاحب نے جو بات کی وہ تو

ہماری بات بھی اِسی طرح ہے کہ سی ایم صاحب نے ہمیں تسلی دی کہ اس پر دوبارہ بیٹھیں گےاور جوفیڈرل گورنمنٹ کی جو یہاں مداخلت ہے اُس کو بند کرنے کی کوشش کریں گے۔صوبائی خودمختاری کو ہاتھ سے جانے نہیں دیں گے۔اور جو ہمارے حقوق ہیں اُن کا تحفظ کریں گے۔ہماری پارٹی کا بھی یہی مؤقف ہےاور اِس بل کے حوالے سے بھی یہی مؤقف ہے کہ ہم فیڈرل کو یا وفاق کو کبھی یہ اجازت نہیں دیں گے کہ وہ صوبائی خودمختاری میں مداخلت کرے۔دوسری بات یہ ہے کہ جیسے S&GAD کی بات آئی۔مَیں بلوچستان ہاؤس اسلام آباد کی بہت مختصر بات کروں گا۔ایک نوٹیفکیشن ہمارا ہوا ہے کہ چھ کمرے وہاں بنے ہوئے ہیں۔جو اُس کو سوئیٹ رُوم کہتے ہیں وہاں کرایہ جو اُن کا ہے ایک رات کا،مَیں یہ آپ کو بھجواتا ہوں۔آپ سپیکر صاحب کو دے دیں،دوسرے صفحے پر اور اوپر تینوں ہاؤس کے بھی موجود ہیں۔اُس میں پہلی رات آپ سے 13 ہزار روپے لیں گے،ہم لوگوں سے ایم پی اے سے،مَیں ایم پی اے کی بات کروں گا ٹھیک ہے بیوروکریسی اپنی جگہ منسٹر اپنی جگہ اور دوسرے جو گیسٹ آتے ہیں وہ اپنی جگہ۔ 13 ہزار روپے پہلی رات لیتے ہیں۔پھر تین رات کے بعد وہ 17 ہزار ہو جاتے ہیں۔پھر تین رات کے بعد وہ 20 ہزار تک چلے جاتے ہیں۔ایک رات 20 ہزار ایک ایم پی اے سے لیے جاتے ہیں۔اور ظلم یہ دیکھ لیں کہ اُن کمروں پر جو خرچ ہوا ہے۔جو اُن کی سرخی پاؤڈر کی گئی ہے۔اگر آپ اُن کی انکوائری کریں۔مَیں آپ کو دعوے سے کہتا ہوں اس ایوان میں کہ اُس پر 10 لاکھ سے 15 لاکھ روپے سے زیادہ خرچہ نہیں ہوا ہے۔کیونکہ اُس طرح کے material جو وہاں پڑی ہوئی ہے۔وہ مَیں نے بھی خود خریدی ہے۔اور اُس خریداری میں مجھے یہ پتہ ہے کہ ایک ٹیبل جو وہاں پڑی ہوئی ہے اُس کی قیمت 10 ہزار روپے ہے۔آپ صوفے کو لے لیں یا آپ وہاں پردے کو لے لیں۔سر! اُس کمرے میں ڈریسنگ ٹیبل ہی نہیں تھی۔میری ریکویسٹ ہے پھر وہ لگائی گئی۔اُس کے پردے جیسے کاغذ جیسے لگائے ہوئے ہیں جس سے روشنی ایسے آتی ہے جس طرح برآمدے میں سو جاتے ہیں یہ اُن کی حالت ہے۔اُس پر چھ کروڑ روپے خرچہ ہوا ہے۔اسپیکر صاحب! اُس کی تحقیقات ہونی چاہیے کہ یہ کس نے بنایا کس ڈیپارٹمنٹ کے تھرو بنایا ہے کون اُس کا کنٹریکٹر تھا اس کی تحقیقات ہونی چاہیے۔دوسرا میں آتا ہوں سر! اس کے ریٹ پر۔آپ اگر اس پر دیکھ لیں سندھ ہاؤس کے۔سندھ ہاؤس کا سنگل روم کا کرایہ 15 سو روپے ہے، for three days, after three days for one weeks 2200 and then you can see the two weeks کے لئے 25 سو روپے۔یہ سنگل روم ہے۔اِس طرح ڈبل روم 3 ہزار ہے۔اور آخر پانچ ہزار تک جاتا ہے۔اور ایگزیکٹو روم کے 37 سو روپے ہے اور 6 ہزار تک جاتے ہیں۔پھر آپ پنجاب ہاؤس لے لیں، پنجاب ہاؤس کا جو سنگل روم ایم پی ایز کے لیے منسٹر آفیسرز کے لیے 2 ہزار روپے اور گیسٹ کے لیے ساڑھے تین ہزار روپے ہے۔پھر اُس کے بعد ڈبل ایگزیکٹو روم اُس کی جو 4000 price per night this is اور پرائیویٹ گیسٹ کے لیے وہ پانچ

ہزار ہے۔ پھر مختصراً خیبر پختونخواہ اُس کا سنگل روم 18 سو، گیسٹ کے لیے 2 ہزار اور سوئیٹ رُوم 2200۔ ابھی آپ دوسرے صفحے پر آپ ہمارا نوٹیفکیشن دیکھ لیں۔ کہ سنگل رومز اور ڈبل رومز کے ابھی یہاں ہمارا نوٹیفکیشن ہے جو چیف سیکرٹری صاحب ہیں اُنکے لیے permanent room جو الاٹ ہے۔ آئی جی صاحب کے لیے permanent room الاٹ ہے۔ وہاں ایک فیڈرل منسٹر رہ رہا ہے وہ permanent room میں رہ رہا ہے۔ باقی جو بڑے بڑے لوگ ہیں دو وہ رہ رہے ہیں۔ پانچ سوئیٹ رُومز تو اُن کو permanent room الاٹ ہوئے ہیں۔ ابھی تو ہم ریکویسٹ بھی کریں گے کہ اپوزیشن لیڈر کے لیے بھی ایک روم الاٹ کروادیں، اور ہمارے پارلیمانی لیڈرز کے لیے ایک permanent room کا بندوبست کی جائے۔ ہمارے first three days آپ دیکھ لیں 13 ہزار روپے ایم پی اے کے لیے۔ اور days 7 کے لیے یہ 17 ہزار روپے۔ اور days 14 کے لیے 19 ہزار روپے۔ اور maximum one month وہ 20 ہزار روپے۔ مَیں ابھی 22 دن فیملی کے ساتھ رہا ہوں، بڑی بات ہے یہ باتیں یہاں کرنا۔ میرا بل جو آیا ہوا ہے میرے پاس ہے ساڑھے سات لاکھ روپے۔ دو تنخواہیں تو ہماری اِس میں چلی گئیں۔ ہمارے ایم پی ایز کے پاس صرف تنخواہ ہوتی ہے۔ نہ جہاز کا ٹکٹ ہمیں کوئی ڈیپارٹمنٹ دیتا ہے اور نہ ہمیں rent ملتا ہے ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے، منسٹر کو ملتا ہے۔ بیوروکریسی تو جاتی ہے اُس کا تو ہم پوچھ ہی نہیں سکتے۔ اور دوسرے بڑے بڑے لوگ ہیں اُن کو بھی کدھر سے ملتی ہے۔ میں یہ مطالبہ کرتا ہوں۔ کہ پہلے تو آپ اِن کی detail منگوادیں کہ یہ کس طرح، یہ ہمارے ایم پی ایز ہم لوگ یہاں پارلیمنٹ بالادست ہے یہاں ہمارے پاس اختیار ہے کہ کم از کم یہاں ایک elected member کے لیے کم از کم یہ نوٹیفکیشن سی ایم صاحب ہیں نہیں۔ مَیں سی ایم صاحب کی ٹیبل پر بھی رکھتا ہوں۔ آپ ہماری یہاں پارلیمانی پارٹیز کی ایک کمیٹی بنادیں اور یہ S&GAD کی اسٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کردیں اور اِس پر تحقیقات ہونی چاہیے کہ یہ مناسب ہے جب تین ہاؤسز۔ بلوچستان کو پتہ نہیں ان لوگوں نے کیا سمجھا ہوا ہے فیڈرل یہاں بھی ہمیں لُوٹ رہا ہے ہمارے ساحل ووسائل کو بھی لُوٹ رہا ہے ہمارے لیے کسی بھی چیز میں اُنہوں نے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی ہم ایسے ہی بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ اور سر! مطالبہ آپ سے یہ کرنا ہے کہ جب ہم جاتے ہیں اسلام آباد ایئرپورٹ پر وہاں ہمارے لئے کوئی پروٹوکول نہیں ہے ہم اور آپ کبھی جاتے ہیں اُن کو فون کرتے ہیں وہ کہتے ہیں جی ہم تو S&GAD کے ہیں ہم تو منسٹرز اور مشیروں کے لیے ہیں ہم تو آپ کے لیے نہیں ہیں۔ اسپیکر صاحب! آپ بااختیار ہیں آپ ایک دو بندے اسلام آباد ایئرپورٹ پر ہماری آسانی کے لیے کرلیں کہ ہمارے ٹکٹ کا بندوبست کریں۔ ہمارے luggages جو ہمارے سامان ہے اُس کا کرلیں۔ کوئٹہ ایئرپورٹ پر ہم جاتے ہیں ہم وہاں ایک پورٹر کو فون کرتے ہیں کہ جی ہمارا ٹکٹ کدھر ہے؟ ہمارا سامان کدھر ہے؟ ہماری families disturb ہورہی ہیں۔ یہاں کوئٹہ ایئرپورٹ

سے کم از کم ایک دو بندے ٹوٹل دو فلائٹیں دن میں جاتی ہیں اور آتی ہیں۔ آپ اسمبلی سے دو بندوں کی وہاں appointment کرلیں کہ وہ ہمارا، چاہے اُس میں منسٹر بھی ہو، اُس میں ایم پی ایز بھی ہوں۔ یہ بھی کرنی چاہے اور وہ تحقیقات بھی ہو یہ ہمارا مطالبہ ہے۔ اور آپ اسکا کوئی حل نکالیں۔

جناب اسپیکر: آپ کا پوائنٹ آ گیا ۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: اور یہ اسٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کرلیں۔ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔

جناب اسپیکر: میری آپ سے گزارش یہ ہوگی زمرک خان صاحب۔ کہ آپ اس کو ایک question کی شکل میں لے آئیں، تا کہ ہم اُس کو باقاعدہ طور پر تقریباً آپ کے question کے ساتھ لگا کے S&GAD سے اِس پر اُن لوگوں سے جواب مانگیں اور وہ جواب آئے گا پھر بھی اگر آپ مطمئن نہ ہوئے تو پھر ہم جائیں گے اِس کو کمیٹی کے حوالے کریں گے اور پھر وہ اسکو probe کریں گے thank you. جی اپوزیشن لیڈر صاحب کا مائیک آن کریں۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! شاید آپ نے بھی کہا تھا کہ مجھے یہاں کمرہ الاٹ کردیں۔ تو S&GAD نے کہا کہ جی یہ رولز میں نہیں ہے۔ مَیں نے بھی S&GAD سے ریکوئسٹ کی کہ مجھے بحیثیت اپوزیشن لیڈر ایک روم یہاں دیدیں۔ کہتے ہیں کہ جی یہ رولز میں نہیں ہے ہم آپ کو نہیں دے سکتے۔ ابھی جو رہ رہے ہیں، آپ مجھے بتادیں چیف سیکرٹری صاحب رہ رہے ہیں اُن کا permanent کمرہ ہے، آئی جی صاحب کا permanent کمرہ ہے وہاں، ایک منسٹر رہ رہا ہے وہاں permanent کمرہ ہے۔ جناب اسپیکر! اور بہت سارے لوگ ہیں آپ جب بھی جاؤ گے وہ کہتے ہیں کہ جی کمرے نہیں ہیں۔ کمرے وہاں انہوں نے permanent دیے ہیں آف دی ریکارڈ، 30 ہزار، 40 ہزار، 50 ہزار روپے مہینے کا لے رہے ہیں اور لوگوں کو rent-out کر دیا ہے وہاں۔ آپ کبھی بھی جائیں وہ کہتے ہیں جی کمرہ تو ہمارے پاس نہیں ہے۔ بھائی لسٹ کون دکھائے گا؟ کہتے ہیں جی وہ لسٹ تو فلاں کے پاس ہے فلاں کے پاس ہے۔ سر! آپ اِس پر ذرا serious ایکشن لے لیں ابھی اگر 20 ہزار روپے بلوچستان ہاؤس کے اس کمرے کے لئے دیں تو پھر کوئی جا کے PC میں رہے یا میریٹ ہوٹل میں رہے سرینا ہوٹل میں رہے۔ کہ 20 ہزار ایک کمرے کا ابھی زمرک صاحب کا 22 دن کا بل ساڑھے چھ لاکھ روپے آیا ہے۔ تو اِس چیز کو دیکھا جائے اور پھر جو 12 کمرے وہاں renovate ہوگئے میں بھی انجینئر ہوں ہم نے سب کچھ دیکھا ہوا ہے۔ اگر دوسرے لوگ گھر بھی بناتے ہیں۔ مطلب یہ کہ چھ کروڑ روپے اِن کے پانچ کمروں کی renovation پر خرچ ہونگے۔ پانچ کمرے بنائیں، چھ کروڑ روپے اِن کو خوفِ خدا نہیں ہے۔ ذرا اِس پر انکوائری تو آج آپ اِس پر آپ انکوائری کروادیں کہ جی اس طرح بلوچستان کے پیسوں کو لوٹا جارہا ہے۔ پھر ہمیں blame یہی لگتا ہے کہ جی بلوچستان میں چیک اینڈ بیلنس نہیں کہ چھ کروڑ روپے پانچ کمروں

کی renovation پر وہ بھی renovation پر۔ اور وہاں جو فرنیچر رکھا ہوا ہے بالکل تھرڈ کلاس کا ہے آپ خود وہاں رہے ہیں۔ تو اِن چیزوں پر ذرا، جناب اسپیکر! یہ ان چیزوں کو ذرا دیکھنا چاہیے۔ اِن پر فوری ایکشن لے لیں۔ انکوائری ہو جائے اگر چھ نہیں دس بارہ کروڑ روپے خرچ ہوتے بھی ہیں ٹھیک ہے کوئی انکوائری تو اس کی ہو جائے۔

جناب اسپیکر: میں تھوڑی سی وضاحت کر دوں۔ چونکہ سوال کے متعلق میں نے زمرک خان صاحب سے کہا ہے کہ اُس کو سوال میں لے آئیں۔ اور اس کی proper طریقے سے investigate کریں گے۔ دوسری بات میں نے وہاں permanent، ایک منٹ زہری صاحب! آپ کے attention، میں نے وہاں permanent allotment کے لیے کوئی ریکوئیسٹ نہیں کی ہے۔ میں دو دن کے لیے گیا تھا۔ اور سارے کمرے pre-occupied تھے۔ اُنہوں نے کہا تھا سر! اس میں فلاں فلاں رہ رہے ہیں۔ خیر پانچ یا چھ suits ہیں اُس کے اندر، پھر اُس میں دو permanent allotment ہیں۔ جس طرح آپ نے کہا چیف سیکرٹری صاحب اور آئی جی صاحب والے روم۔ یہ حقیقت ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بلوچستان ہاؤس کے جو حالات ہیں اسلام آباد میں وہ کوئی اِس قابل نہیں ہے کہ بندہ اُس پر نہ بولے اور یہ قابل نہیں ہیں کہ بندہ اُس پر خاموش رہے۔ اِس لیے آپ اِس کو proper question کی شکل میں لے آئیں ان کی investigate کریں گے۔ کمیٹی کے حوالے کیا کروں؟ کمیٹی کے حوالے، نہیں نہیں وہ ایجنڈے پر آئے گا تو کمیٹی کے حوالے کریں گے۔ ایسے تو کوئی نہیں کریں گے جی ایک منٹ منسٹر ریونیو صاحب کا مائیک آن کریں جی۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال): ہمارے ممبر ساتھی زمرک خان جو یہ raise کیا بالکل یہ حقیقت پر مبنی ہے، ابھی جو اس نے اعداد و شمار دیئے ہیں ہمارے سندھ ہاؤس کے، پنجاب ہاؤس کے، خیبر پختونخوا ہاؤس کے، یہ کیا ہے کہ صرف بلوچستان ہاؤس کے پچھلے اَدوار میں یہ چیزیں نہیں تھیں، ابھی اُس کی جو payment ہے اِتنے پر گئی جیسے ہمارے یونس زہری صاحب نے کہا کہ سرینا کے کرائے بھی اتنے ہیں اور اس کی بھی payment اتنی ہے، ہمارے Marriott کے بھی اتنے ہیں۔ اس کے بھی اتنے ہیں آپ خود رولنگ دے دیں جو پہلے تھے جو کرائے تھے اس کے، اُسی پر رہیں، اسی طرح جو پنجاب کے، سندھ کے، جو اُن کے ہیں، اِسی مناسبت سے ہونی چاہیے۔ یہ کیا ہے کہ صرف ایم پی اے جاتا ہے تو 17 ہزار یا 20 ہزار ایک دن کے لیے دے۔ تو صرف Marriott میں رہے یا Serena میں۔

جناب اسپیکر: ok ok۔ ٹھیک ہے۔

وزیر مال: اس کو لمبا نہیں کھینچے اس کے لیے آپ رولنگ دیں جو پہلے سے کرایا جات تھے جو کمروں کے اُسی مناسبت سے ہونا چاہیے۔

جناب اسپیکر: ok اس طرح کرتے ہیں کہ ابھی میں بتا دیتا ہوں کہ سیکرٹری۔۔۔

نوابزادہ طارق خان مگسی: جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: جی مگسی صاحب کا مائیک آن کریں۔ جی۔

نوابزادہ طارق خان مگسی: جناب اسپیکر! میں بالکل تائید کرتا ہوں جو کہ زمرک خان نے پورے ہاؤس کو جو یہ ساری حقیقت بتائی ہے۔ actually یہ ہے کہ ہم لوگ جب اسلام آباد جاتے ہیں تو specially basically یہ بلوچستان ہاؤس first priority جو ہونا چاہیے وہ ایم پی ایز کو ہونا چاہیے کیونکہ ہم جب وہاں جاتے ہیں تو ہمارے لیے بڑی مشکل ہوتی ہے۔ کیونکہ ہاسٹلز کا آپ کو پتہ ہے کہ کرائے آسمان کو touch کر رہے alternate ہوتے ہیں۔ تو یہ مطلب جب، انشاءاللہ question آئے گا اسمبلی میں اور اُس پر کمیٹی بھی بنے گی۔ تو اُس میں میری تجویز یہ ہوگی اُس کو priority دینی چاہیے کہ جو یہاں اسمبلی کے ممبرز ہیں top priority پر وہ ہونے چاہئیں۔ اور occupation جو بھی occupation اُس کی ہوتی ہے وہ اُس کا ایک weekly report یا fortnighty report اسپیکر کے پاس آنی چاہیے وہاں سے کہ کتنی occupation ہے اس کے اندر، کون کون لوگ رہ رہے ہیں۔ تو کم سے کم یہ ہے کہ ہمیں جانے سے پہلے یہ تو پتہ ہونا چاہیے کہ آیا ہمارے لیے وہاں کمرے available ہے، ہم travel کریں، نہیں کریں، alternate arrange اپنے لیے کچھ کریں۔ تو بہتر یہی ہوگا کہ یہ مطلب ہونی چاہیے for the assembly members

جناب اسپیکر: done ہو گیا۔

نوابزادہ طارق خان مگسی: تو میری یہ تجویز ہے۔

جناب اسپیکر: سیکرٹری ایس اینڈ جی ڈی کو بتائیں کہ next session میں۔۔۔(مداخلت) ok, one by one.

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب کا مائیک آن کریں، جی سردار عبدالرحمٰن صاحب۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! اس میں دو چیزیں add کرنا چاہوں گا۔ ایک تو یہ ہے کہ یہ صرف چھ کمروں کی بات ہو رہی ہے۔ اُس کا ایک نیا بلاک بنا ہوا ہے اُس کی حالت میرا خیال ہے کہ رہنا تو دور کی بات ہے اُس کا اصطبل سے بھی برا حال ہے۔ نہ اُس میں گیزر ہے نہ اُس میں پانی ہے نہ بیڈ ہے اُس کی چھت اُکھڑی ہوئی ہے، پردے ٹوٹے ہوئے ہیں، اُس کی پوزیشن یہ ہے کہ یہ چھ کروڑ یا پانچ کروڑ روپے جو بھی کیے ہیں وہ تو بعد کا قصہ

ہے کس طریقے سے اس کی انکوائری ہو۔ وہ ایک تو مَیں جب سی اینڈ ڈبلیو کا منسٹر تھا، ہم نے approve کیا تھا اس کا نقشہ approve ہو گیا تھا سارا سلسلہ، پھر کورٹ میں چلا گیا پھر پتہ نہیں، بہت ساری litigations میں، مَیں ابھی اِس فلور پر نہیں بتا سکتا کہ کس کس کی involvement ہوگئی اور اُس کے ساتھ کیا حشر ہو گیا نگران دَور میں نا۔ وہ نگران دَور گیا، وہ بیچارے چلے گئے اپنے گھروں میں، ہم کسی کی شکایت نہیں کرتے ہیں۔ ایک تو اُس کی آپ رولنگ دے دیں کہ immediately اُس کا ایس اینڈ جی اے ڈی کے اُس pool پر ہوتے ہیں بلوچستان ہاؤس سارے لیکن سی اینڈ ڈبلیو ادھر کرتا ہے۔ اُس میں سی اینڈ ڈبلیو involve ہے۔ تو آپ kindly یہ حکم صادر کر دیں۔ ہم سب کو آپ نے سنا ہے۔ کہ ایک تو immediately اُس کی repair شروع کریں وہ جو بلاک بننا تھا وہ تو چلا گیا فی الحال تو نہیں ہے۔ اُس کی repair voluntarily اگر یہ پانچ کروڑ میں اِنہوں نے یہ 6 کمرے renovate کیا۔ may be short اِس دفعہ میں انگلینڈ جا رہا تھا تو short stay میں نے وہاں کیا۔ اور جیسے کہ ساتھیوں نے بتایا بس اللہ اللہ فی کمرہ ایک کروڑ روپے۔ تو یہ پانچ کروڑ یا اس کا ڈبل کر لیں 10 کروڑ مجھے دے دیں مَیں اِن کو اِن سے زیادہ نئے بلاک کو renovate کر کے انکے حوالے کروں گا ایک بات۔ دوسرا آپ کا ایم پی اے ہاسٹل complete ہو چکا ہے۔ وہ فرنیچر کی وجہ سے میرے خیال میں رُکا ہوا ہے۔ تو kindly آپ کے good office سی ایم سیکرٹریٹ کو یا فنانس کو approach کریں کہ immediately وہ فرنیچر purchase کیا جائے۔ تا کہ یہاں جو سیشن شروع ہوتا ہے، ایم پی ایز آتے ہیں کوئی کدھر پڑا ہوا ہے کوئی کدھر پڑا ہوا ہے، کسی کے پاس لاج ہے، کسی کے پاس نہیں ہے۔ آپ کے اِتنے لاجز بھی نہیں ہیں۔ تو وہ بھی accommodate ہو سکیں۔ تیسری بات جو طارق خان نے کہا یا گیلا نے کہا کہ آپ کے پاس اختیار ہے رولز آف بزنس میں آپ کے پاس اختیار ہے۔ باقی چیزوں پر آپ تین صوبوں سے کہتے ہیں کہ جی اُن کے ہیں۔ آپ کا آفس through secretary آپ کے۔ آپ تینوں صوبوں کے average نکال لیں اور وہی آپ رولنگ دے دیں کہ یہ applicable ہو گا بلوچستان ہاؤس پر بھی same۔ یہ رولنگ دے دیں بات ہی ختم ہو جائے گی۔

جناب اسپیکر: سردار صاحب! پہلی بات یہ ہے کہ جو ایم پی اے ہاسٹل کی بات آپ نے کی ہے تو اُس کے لیے tender ہو گئے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ تقریباً hopefully in next about a week ten days میں ایم پی اے ہاسٹل کی renovation کر دیں گے باقی رہی بلوچستان ہاؤس سے متعلق، اس کو میں دیکھ لیتا ہوں۔ اُس میں تھوڑی سی یہ rulling direct اس لیے نہیں دے سکتے ہیں کہ وہ standard of room میں یا اُسکے اندر double room or single room کا جو سسٹم ہے ان سب کو دیکھنا پڑے گا اُس کے بعد پھر، لیکن اُس

کے باوجود میں ابھی یہ رولنگ دے رہا ہوں کہ اگلے سیشن میں ایس اینڈ جی اے ڈی کو پابند کیا جائے کہ وہ بلوچستان ہاؤس کے متعلق تمام جو انفارمیشن ہیں چاہے وہ old block ہے یا چاہے وہ new block ہے، چاہے single room ہے، چاہے double room ہے، چاہے ملازمین ہیں وہاں، تفصیلی رپورٹ اگلے سیشن میں اسمبلی میں پیش کریں۔ اور table کریں اُس کو، اُسکے بعد ہم اُس پر تقریباً decision لیں گے۔ جی اپنا اصغر علی ترین صاحب کا مائیک آن کریں۔

حاجی اصغر علی ترین: شکریہ جناب اسپیکر! انجینئر زمرک صاحب نے جس بات کی نشاندہی کی غالباً آپ کے علم لانا چاہتا ہوں کوئی چار، پانچ ماہ قبل اِس پر کافی طویل بلوچستان ہاؤس کے rent پر بحث ہوئی، بلوچستان ہاؤس کی labours پر، بلوچستان ہاؤس کی vehicles پر طویل بحث ہوئی۔ جس پر آپ نے کہا تھا کہ میں اس کو کمیٹی کے حوالے کروں گا۔

جناب اسپیکر: اصغر علی ترین صاحب کون سی بتاؤں۔ مجھے افسوس اِس بات پر ہو رہی ہے کہ بلوچستان ہاؤس کی renovation ابھی چھ کمروں کی ہوئی ہے وہ سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ نے کی ہے اور سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ کے منسٹر خود شکایت کر رہے ہیں کہ وہاں یہ پرابلمز ہو رہی ہیں۔

حاجی اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! یہ صرف rent کا مسئلہ نہیں ہے آپ اگر vehicles اُٹھا لیں وہ افسران جو بلوچستان سے ٹرانسفر ہو گئے ہیں ابھی بھی لاہور میں بلوچستان کی گاڑیاں چل رہی ہیں۔ جو زیرو میٹر گاڑیاں ہیں۔ آپ اس چیز پر بھی تحقیقات کریں کہ بلوچستان ہاؤس کے جو ملازمین ہیں وہ ابھی بھی پرائیویٹ گھروں میں یا غالباً میرے ساتھ، آپ کے ساتھ، کسی اور کے ساتھ وہ کام کر رہے ہیں۔ آپ انکی بھی انکوائری کریں۔ جناب اسپیکر صاحب! بلوچستان ہاؤس یہ ایک مصیبتوں کا پلندہ ہے۔ کوئی نہ کمیٹی سے ہونے والا ہے نہ کسی اور طرح سے، اِس پر آپ کو چاہیے کہ آپ اِس پر سخت رولنگ دیں۔ آپ نے کہا کہ یہ کارروائی کا حصہ نہیں ہے میں کیسے رولنگ دوں۔ آپ کے پاس 201 (الف) میں اختیار ہے۔ آپ رولنگ دے سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: دے دیئے، دے دیں گے۔

حاجی اصغر علی ترین: اس کو کمیٹی کے حوالے کر سکتے ہیں۔ کمیٹی کے حوالے کریں اور اُس کو ایک ٹائم دے دیں کہ اِس ٹائم میں تمام چاہے vehicles ہوں چاہے وہ ملازمین ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب! جام کمال صاحب کی گورنمنٹ نے ایک step اُٹھایا تھا۔ فساد کی جڑ کیا ہوتی ہے؟ کہ جب ایک بندہ پچھلے 30، 40 سال سے ایک جگہ کام کرتا ہے نا تو وہاں مسئلے ومسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔ اُنہوں نے ایک directive issue کیا کہ جی ان ملازمین کو reshuffle

کیا جائے نئے ملازمین لائے جائیں۔اُس پر پھر شور شرابا ہوا،احتجاج ہوا کہ جی ہمارے بچے، ہماری اسکولنگ، ہمارا نظام خراب ہو رہا ہے۔اُن کا نظام تو برابر ہو گیا ہے۔لیکن جو پارلیمنٹیرین کا نظام ہے جو یہاں آفیسرز کا نظام ہے۔جو بلوچستان ہاؤس کا نظام ہے وہ درہم برہم ہو گیا ہے۔اب بیوروکریسی کے لئے تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔اب یہ کس رول میں ہے کہ کوئی بھی آفیسر جو تنخواہ لیتا ہو گورنمنٹ کا ملازم ہو اور اُس کے پاس permanent کوئی سوئیٹ ہو۔ ہے کسی رول میں؟ آپ اسپیکر ہوتے ہوئے بھی نہیں لے سکتے۔وہ وزیر ہوتے ہوئے occupy نہیں کر سکتا وہ permanent suit اپنے لئے۔آپ اسپیکر ہوتے ہوئے نہیں کر سکتے ہیں۔کوئی وزیر نہیں کر سکتا ہے کوئی ممبر نہیں کر سکتا۔لیکن آپ بتائیں بیوروکریسی میں ایسے تگڑے لوگ ہیں ایسے آفیسرز ہیں کہ اُنہوں نے پکے پکے رکھے ہوئے ہیں اُن کے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔جب بھی وہ فون اٹھائیں اُن کے لئے کمرہ available ہو گا۔لیکن جب سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب فون کریں گے یا طارق مگسی صاحب فون کریں گے۔یا X.Y.Z کوئی بھی فون کرے گا۔یہ وزیروں کی بات کر رہا ہوں میں اپنی بات نہیں کر رہا ہوں، ہمارے پاس تو کمرے ہیں نہیں ہم تو شاید دو دن کے بعد ملتے ہیں۔تو وہ کہیں گے کہ کل نہیں پرسوں آپ کو ملیں گے۔دیکھیں میرا حال یہ ہے کہ ایک دفعہ میں نے فون کیا کہ جی مجھے کمرہ چاہیے۔میں جہاز میں سفر کر رہا تھا اُترنے کے ساتھ ہی ایک بیوروکریٹ بھی ساتھ تھا۔تو مجھ سے کہا کہ جی کمرا نہیں ہے۔میرے ساتھ جو بندہ تھا اُس نے فون کیا، اُس نے کہا کہ ہاں جی available ہے کمرہ آپ آجائیں آپ کو کمرہ دیتے ہیں۔یہ ہماری politician کی یہ respect ہے وہاں بلوچستان ہاؤس میں یہ اُس کی اُکھاڑ پچھاڑ کرنی چاہیے۔اور اس کو دیکھا جائے۔مَیں بھی اپنی طرف سے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے اسپیشل آڈٹ کراؤں گا۔یہ آپ کو ٹیبل کروں گا۔یہ پہلے بھی ہم نے کہا تھا کہ بھجوا دیں۔لیکن ہمارے پاس نہیں آیا لیکن یہ ہے کہ ہم ممبرز بیٹھ کے خود یہ فیصلہ بھی کر سکتے ہیں کہ ہم بحیثیت ایک اسپیشل آڈٹ اسکو بھجوا سکتے ہیں۔تو یہ اس پر تگڑا ہاتھ ڈالیں تاکہ اس لئے کہ کم از کم ایک ممبر کی جگ ہنسائی نہ ہو۔

جناب اسپیکر: اصغر صاحب بدقسمتی یہ ہے کہ اس وقت اسمبلی میں ایسے ممبرز موجود ہیں کہ جب وہ گورنمنٹ میں تھے اور portfolio کے ساتھ تھے۔اُنہوں نے بھی permanent allotment کرائی ہوئی ہے۔وہ بھی وہاں permanent ممبر زرہے تھے تقریباً۔

حاجی اصغر علی ترین: یہ جو ایسے لوگ آتے ہیں جو وزیر بن جاتے ہیں۔اور ایسے کام کرتے ہیں۔وہ ایک قسم کی وہاں وہ اینٹ لگا لیتے ہیں۔اینٹ لگانے کے بعد چلے جاتے ہیں۔پھر وہ اینٹ سے دیوار بنا پھر ہمارے لوگوں کو آتا ہے کہ اینٹ سے دیوار کیسے بنائی جاتی ہے تو کچھ غلطیاں ہم میں بھی ہیں جو نہیں کرنی چاہئیں۔لیکن یہ ہے کہ اس پر کوئی تگڑا ہاتھ ڈالیں۔ کہ اس جیسے ایشو کو priority کی basis پر حل کیا جائے۔آپ اس پر رولنگ دے سکتے ہیں۔ ok۔

جناب اسپیکر: done, done جیسا کہ آپ نے کہا ہے رولنگ اُسی طرح ہے بالکل تقریباً۔ جی مولوی صاحب کا مائیک آن کریں

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ جزاک اللہ۔ ابھی جو بات ہو رہی ہے بلوچستان ہاؤس اسلام آباد یا ایئر پورٹ میں پروٹوکول کی تو میں اِس پر بات نہیں کروں گا۔ ظاہر ہے بلوچستان ہاؤس اسلام آباد کی حالت کم سے کم بلوچستان سے تو بہتر ہے جو بھی ہے۔ اور جو پروٹوکول ہے ائیر پورٹ والے وہ بھی میرے خیال سے کم سے کم بلوچستان کے جو عوام کی حالت ہے جو ہمیں ووٹ دے کے ایم پی اے بناتے ہیں عوام کا کتنا پروٹوکول ہو رہا ہے بلوچستان میں وہ ہم سب کو پتہ ہے۔ اُس کی بات میں نہیں کروں گا۔ جو بل کی بات ہے مختصر، مَیں آخر میں بات کرنا چا رہا تھا۔ تو سب بات کر رہے ہیں۔ مَیں رولز پر چل رہا تھا۔ آپ کو پرچی بھی دی کہ ایجنڈا جب ختم ہوگا آپ مُجھے موقع دیں۔ لیکن سب بات کر رہے ہیں بڑے بڑے طاقتور کہ ہم کمزور بھی اس پر بات کرلیں۔ یہ جو بل پاس ہوا، دیکھیں حقیقت کیا ہے۔ اُس دن میں بھی تھا۔ یہ پورا ایوان ہے۔ میں بھی بلوچستان کے عوام سے معافی مانگتا ہوں۔ تو اُس دِن مَیں نے بات نہیں کی۔ ووٹ نہیں دیا لیکن بات نہیں کی میں نے احتجاج نہیں کیا۔ باقی تو ہر کام کے لئے مَیں واک آؤٹ اور احتجاج کرتا ہوں، سخت باتیں کرتا ہوں تو سخت لہجے میں بات کرتا ہوں اُس دِن مَیں نے بات نہیں کی میں مجرم ہوں۔ مَیں بلوچستان کے عوام سے معافی مانگتا ہوں، کسی حکومت کو، کسی کو blame نہیں کرتا ہوں حکومت کی کثرتِ رائے ہے وہ پاس کرسکتی ہے۔ لیکن مَیں احتجاج، بات، واک آؤٹ کرسکتا ہوں۔ اُس دِن بہرحال، مَیں بلواسطہ یا بلاواسطہ ہم سب شامل ہیں۔۔۔ (مداخلت) اِس میں جناب اسپیکر! اتنی باتیں کر رہے ہیں تو جناب اسپیکر یاد نہیں آیا۔

جناب اسپیکر: بولنے دیں اُن کو بولنے دیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جناب اسپیکر! اب مَیں جب کھڑا ہوں اِن کو یاد آیا یہ بڑے ہوشیار عقلمند لوگ ہیں، اللہ آپ لوگوں کو سلامت رکھے بہت خوب، بہت خوب۔ ویسے سردار عبدالرحمٰن صاحب کھڑے تھے۔ اب جناب اسپیکر! آپ دیکھیں عبدالرحمٰن صاحب! دیکھیں لوگ کتنے سمجھدار لوگ ہیں۔ یہ جو بل ہے۔ دیکھیں بل پاس ہوا، سب شامل تھے۔ سب یہاں حاضر تھے۔ اگر کوئی نہیں تھا وہ بل ایجنڈے میں تو تھا۔ ایجنڈا سب کو ملا تھا اُن کو حاضر ہونا چاہیے۔ لیکن مَیں تو بطور ایم پی اے، بلوچستان کا ایم پی اے مَیں بلوچستان کے عوام سے معافی چاہتا ہوں۔ مَیں ہدایت الرحمٰن معافی مانگتا ہوں۔ مَیں اُس دِن شامل تھا لیکن ووٹ نہیں دیا۔ مَیں کسی میٹنگ میں شامل نہیں تھا کسی پارلیمانی کمیٹی کی دعوت میں، مجھے پارلیمانی گروپ میں کسی نے مجھے دعوت نہیں دی۔ لیکن ایک بات کرتا ہوں۔ قدوس بزنجو صاحب کے دَور میں ریکوڈک بیچی گئی، اُس وقت کی کابینہ میں کون کون تھے۔ گوادر پورٹ بیچی گئی اُن کی کابینہ میں کون کون

تھے۔سی پیک فیز وَن ،سی پیک وَن مکمل ہوا بلوچستان کے مفادات کو بیچا گیا اُن کی کابینہ میں کون کون موصوف تھے۔جو، سی پیک فیز وَن میں بلوچستان نظر انداز ہوا۔گوادر پورٹ بیچی گئی ،اور ریکوڈیک بیچی گئی ،اور سیندک کی پوری چاندی ختم ہوئی۔پوری سیندک ختم ہوئی اُسوقت کی کابینہ میں کون کون لوگ تھے؟ کون کون وزارتوں کو اِنجوائے کرر ہے تھے؟ کون کون وزاتوں میں تھے سب کی لِسٹ آنی چاہیے۔اس لئے ایسی بات نہیں ہے جو جو مجرم ہیں۔یا جس سے غلطی ہوئی ہے وہ مان لیں۔لیکن یہ ایسا نہیں ہے ماضی میں جو بلوچستان کے ساتھ سودا ہوا ہے۔اِس لئے میں ایوان سے کہتا ہوں بلوچستان ہاؤس اسلام آباد یا ائیر پورٹ میں پروٹوکول اس سے زیادہ جو بلوچستان کی جو حالت ہے اُسکی زیادہ فکر ہونی چاہیے۔

جناب اسپیکر: thank you.

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: اِس لئے مَیں اب تک وہاں بلوچستان ہاؤس گیا ہی نہیں دیکھا نہیں ہے۔کیونکہ ہمارے گھر کے اتنے زیادہ دھندے ہیں میں مسجد میں سوتا ہوں۔مسئلہ نہیں ہے۔اسلام آباد میں جا کے مسجد میں سولیں گے۔تو یہ وجہ نہیں ہے لیکن جو بلوچستان ہے اس کی فکر کی جائے۔۔۔(مداخلت)

جناب اسپیکر: نہیں نہیں، آپ بات کرنے دیں گے آپ کو موقع دیں گے بولنے دیں گے۔نہیں نہیں اُن کو بولنے دیں۔نہیں بیچ میں آپ نہ بولیں۔جی مولوی صاحب! آپ continue کریں پلیز۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جزاک اللہ یہی ہے یہاں بقولِ ایک اداکار"غریب تباہ دے" تو میرا نقطہ یہی تھا کہ بلوچستان کے جو باقی جو یہاں زرعی ٹیکس آیا۔زرعی ٹیکس کا بل آیا۔باقی یہاں بل جو آرہے ہیں کِس کے مفادات میں آرہے ہیں؟ بلوچستان میں پی ٹی آئی کی پابندی کا بل آیا، قرارداد آئی کہ پابندی فی الفور لگائی جائے۔ہم نے پڑھا۔تو میری ایوان سے گزارش ہے کہ جو کاغذ ہمیں پکڑایا جائے۔حقیقتاً ہم نے ،وہ بل کسی نے پڑھا، ابھی موجود ہے، ابھی سب پڑھ رہے ہیں، ڈاکٹر صاحب کہہ رہا ہے کہ رات کو میں نے پڑھا ہے۔بھئی سب نے رات کو پڑھا ہے یا کل ہی پڑھا ہے۔کسی نے پڑھا نہیں تھا کہ اسمیں کیا ہے، کیا ہورہا ہے؟ تو اِسی لئے مَیں اپنا کہتا ہوں باقی کسی کو blame نہیں کرتا مَیں بطور ایک ممبر پارلیمنٹ اُس دِن خاموش رہا بات نہیں کی ووٹ نہیں دیا لیکن خاموش رہا مَیں اِس خاموشی پر بھی بلوچستان کے عوام سے معافی مانگتا ہوں۔

جناب اسپیکر: thank you. مولوی صاحب۔آپ کے توسط سے میرے پوری ہاؤس سے گزارش ہوگی کہ مہربانی کر کے جو بھی بل ایجنڈے کے آتا ہے۔مہربانی کر کے اُس کو پڑھ لیا کریں اُس کو سمجھ لیا کریں۔اور پھر آ کے اسمبلی میں اُس کے مطابق ،جی صمد گورگیج صاحب کا مائیک آن کریں۔جی۔

جناب عبدالصمد خان گورگیج (پارلیمانی سیکرٹری برائے سائنس وٹیکنالوجی): thank you جناب اسپیکر صاحب!

آپ کا شکریہ ٹائم دینے کے لئے۔ بالکل انجینئر صاحب نے جو کہا اپنی اسپیچ میں، مَیں بالکل ایگری کرتا ہوں۔ دوسرا مَیں ایک یہ ریکویسٹ کرتا ہوں کہ مَیں نے بلوچستان ہاؤس اسلام آباد میں نہ مَیں نے اپنے ٹیلیفون سے فون کیا ہے نہ کسی کو مَیں نے وہاں بھیجا ہے۔ وہاں میرا تو اپنا گھر ہے۔ لیکن پھر بھی ایک لاکھ اٹھارہ ہزار روپے کا میرا بل آیا ہے۔ تو یہ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ اگر کوئی وہاں میرے نام پر جائے تو پھر وہ مجھے کال کریں۔ تو یہ دوسری مَیں اسپیکر صاحب! اپنے حلقے پر آنا چاہتا ہوں۔ کچھ میرے حلقے کے ایشوز ہیں پانی پر جو ابھی آنیوالے وقت جون، جولائی میں یہاں مسئلے و مسائل بہت زیادہ ہوتے ہیں خروٹ آباد میں، ہزارہ ٹاؤن میں سردار کاریز ہے یہاں پانی کے بہت ایشوز ہیں اور یہاں سب سے زیادہ جو مین ایشو ہے ٹینکر مافیا کا اسپیکر صاحب! آپ اس پر kindly کوئی انکوائری کریں تاکہ یہ ٹینکرز مافیا سے ہماری جان چھوٹ جائے۔ ٹینکرز مافیا آپ کو monthly ایک کروڑ دیتے ہیں، وہ ایک لوکل پارٹی ہے ہمارے حلقے میں HDP جس کو چلا رہی ہے، جس کو کوہزاد احمد چلا رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: واٹر بورڈ والوں کو ذرا اس کے متعلق صمد صاحب کی بات سیکرٹری صاحب! آپ سن لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سائنس وٹیکنالوجی: جی۔ سردار صاحب! ایک منٹ جو کوہزاد احمد کو کورٹ نے alien قرار دیا ہے، وہ پاکستانی نہیں ہے۔ 2018ء میں وہ election لڑے، جیتے۔ ایک ہفتے بعد کورٹ نے declare کیا as an alien لیکن پھر بھی اُنہوں نے اس دفعہ اپنے کسی عام بندے کو فاضل ممبر جو پانچ سال یہاں رہا، اُس کو یہاں MPA بنایا۔ بعد میں پتہ چلا کہ جو فاضل ممبر ہے، اُس کے بھی دو باپ ہیں، جو جنگ اخبار میں آیا ہے جمعہ خان کے نام سے اور دوسرا جو شناختی کارڈ نادر علی کے نام سے اُنہوں نے جمع کیا ہے۔ تو kindly اگر کسی کی دو ماں سننے میں آیا ہے، لیکن دو باپ سننے میں آج تک نہیں آیا ہے۔ تو kindly اسپیکر صاحب! آپ نادرا سے انکوائری کروا دیں ان کے اور کوہزاد کو، کورٹ نے اعلان کیا ہے، still is active in my constituency، تو اِسکو بند ہونا چاہیے۔ پانی کے جتنے بھی مسئلے مسائل ہیں forty to fifty lakhs monthly یہ پارٹی اُٹھاتی ہے۔

جناب اسپیکر: جی. Ok۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سائنس وٹیکنالوجی: ایک ماہ کے بعد یہاں block one,two,three میں جو ہزارہ برادری رہتی ہے، یہ سب روڈوں پر آئیں گے۔ اور میں معذرت کے ساتھ یہ کہنا چاہوں گا کہ میں مجبوراً پھر ان کے ساتھ مجھے بیٹھنا پڑے گا۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ یہاں اسپیکر صاحب! میرے ایک حلقے میں اختر آباد، جس میں NHA کی جو روڈ بن رہی ہے، اس کی آڑ میں وہاں کرش پلانٹ رات کو چلتے ہیں، daily one lakh وہاں سے collect ہوتا ہے، اِتنا زیادہ dust ہے اسپیکر صاحب! وہاں جائیں، وہاں ایسا لگتا ہے کہ دُھند ہے کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ کورٹ

نے بھی پابندی لگادی ہے۔تو اس اسپیکر صاحب آپ kindly رولنگ دیں۔

جناب اسپیکر: Ok

پارلیمانی سیکرٹری برائے سائنس وٹیکنالوجی: دوسرا electricity کی بہت زیادہ شکایتیں آرہی ہیں ہمارے حلقے میں سردار کاریز، پشتوں باغ، خروٹ آباد میں۔مہربانی کر کے electricity کو دیکھیں۔

جناب اسپیکر: thank you. پہلا پوائنٹ تو آپ ساتھ یہ واٹر مافیا جو باؤزر مافیا ہے۔ اس کے متعلق منسٹر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے کہ آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں۔منسٹر صاحب کا مائیک آن کریں، کیا پرابلم ہے۔منسٹر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کا مائیک آن کریں۔اوکے، چلیں۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): شکریہ جناب اسپیکر صاحب !بالکل جیسے ہمارے معزز ایم پی اے صاحب نے نشاندہی کی ہے، یہ ٹینکرز مافیا، پہلے تو ڈیپارٹمنٹ میں تھا، واسا سے والو مین لے کر، اس کے جو آفسر تھے وہ سارے ہی involved تھے۔اس کی دو بنیادی چیزیں ہیں۔ایک تو یہاں کوئی پانی کا بل دینے کو تیار نہیں ہے۔ریونیو نہ ہونے کے برابر ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ جو والو مین، آپ یقین کریں گے کہ میں verification کرر ہا تھا والو مین کی۔مَیں فلور آف دی ہاؤس پر ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ ہم نے physical اُن کی کی ہے کہ جی کہاں ہیں۔کچھ لوگ تو انگلینڈ میں بیٹھے ہوئے تھے، کچھ دبئی میں تھے، کچھ کویت میں تھے۔آپ کو میں ایک مثال دوں کہ ایک والو مین صاحب تشریف لائے، اور Gulf کے کپڑے اُس کے کلف لگے ہوئے کپڑے، اور یہ کروز میرا خیال ہے 2016ء یا 2018ء کی ہے۔اُس سے اُتر کے وہ اپنی verification کروا رہا تھا، تنخواہ والو مین کی 12 ہزار۔اچھا! اُس کے بعد جب ہم نے تھوڑا سا اُس کو وسیع کیا تو اِتنے دوستوں کے فون اور ناراضگی آنے لگی کہ اِتنے بندے میرے پاس ہیں، اِتنے بندے اِس کے پاس ہیں اِتنے بندے اُس کے پاس ہیں۔دوسری چیز والو مین اور concerned جو سپروائزر یا ایس ڈی او یا ایکسیئن ہے، وہ مل کے لائنوں میں پانی نہیں آتا ہے۔اور شام کو جب ٹینکرز شروع ہوتے ہیں جیسے کہ انہوں نے کہا ہے کہ کوہزاد۔ہاں اس نے اُس کی نشاندہی کی ہے یہ ایک مافیا بنا ہوا ہے۔جیسے منشیات سپلائی ہوتی ہے، اسی طریقے سے پانی 1500 سو، 1400 سو، 2000 ہزار روپے میں ایک ٹینکر ہے۔الحمدللہ مَیں یہ چیلنج سے کہتا ہوں کہ میں نے واسا سے یہ چیز ختم کر دی ہے۔اب پرائیویٹ طور پر اگر کوئی ریکٹ بنے ہوئے ہیں تو یہ میرے بس کی بات نہیں ہے۔میں یہ عرض کروں گا اِن سے کہ میرے پاس آئیں علاقوں کی نشاندہی کریں میں اُس ایریا کے انچارج کو direct کروں گا کہ انکے ساتھ بیٹھیں، کیا مسئلے ہیں، ہماری ٹیوب ویلز لائنوں کی بلنگ میں کیا مسئلے ہیں۔میں ان کو اپنے چیمبر میں most welcome کہوں گا۔یہ میرا بھتیجا لگتا ہے۔میرا بھائی ہے۔تو یہ میرے پاس آئیں۔ہم کوشش

کررہے ہیں لیکن ہم اِتنا result نہیں دے سکے جتنا ہمیں دینا چاہیے۔ ٹیوب ویلز بہت سارے ہمارے جتنے بھی purification plants تھے۔ اچھا، مزے کی بات میں آپ کو فلور آف دی ہاؤس پر آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں نان ڈویلپمنٹ میں چھ مہینے کے بعد چالیس پینتالیس کروڑ روپے جو آتے تھے۔ میں نے کسی کو موردِ الزام نہیں ٹھہرایا تھا، وہ suppose میرے کچن کا خرچہ تھا۔ پلانٹس سارے آپ کے بند تھے، جب میں نے take over کیا تو مجھے بتایا گیا کہ 46 کروڑ روپے آئے ہوئے ہیں، کیا کرنا ہے؟ میں نے کہا بتائیں۔ ہسٹری میں پہلی دفعہ اُنہوں نے کہا کہ کیسکو کا 25 کروڑ کا بل ہے۔ میں نے کہا immediately pay کریں اُسکے بعد اُس purification plant پر، کسی پر دو، کسی پر چار، گھروں میں کام کررہے تھے تنخواہ چھ چھ مہینے کی اُنکو تقریباً 90 ہزار یا ایک لاکھ روپے دے رہے تھے، عید کا موقع تھا میں نے کہا۔ اچھا! ہوتا کیا تھا؟ کہ چھ مہینے کے جو وہ پیسے آتے تھے، ایک مہینے کی اُس بیچارے کو تنخواہ دے دیتے تھے، پانچ مہینے کی carried-forward، پھر اگلے چھ مہینے میں چلے جاتے تھے۔ میں نے کہا نہیں۔ آپ یقین کریں مَیں کوئی ایماندار آدمی نہیں ہوں، میں گناہ گار بندہ ہوں۔ تو مجھے اگلے نے کہا کہ پھر آپ کے لیے کیا بچے گا؟ میں نے کہا مجھے کچھ نہیں چاہیے، مجھے عید پر دعائیں چاہئیں جو اُس کے بچے دیں گے۔ first time in history، ہم نے اُن لوگوں کو چھ چھ مہینے کی تنخواہیں ادا کردیں تھرو آؤٹ بلوچستان۔ تو یہ صورتحال ہے۔

جناب اسپیکر: اِس واٹر مافیا کا کیا حل ہے اِس کا حل بتائیں؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جی سر! میں بتاتا ہوں۔ اِسکے بعد جو کوارٹر آیا مَیں نے کہا کہ immediately جتنے بھی water purification plants ہیں اُنکی repair کرواور اُنکو start کروائیں الحمدُللہ 80% ہم نے start کردیے ہیں۔ اور تھرو آؤٹ پورے بلوچستان میں۔ اور اب جو کوارٹر آئے گا انشاء اللہ 100% ہم یہ کریں گے۔ واٹر مافیا کے ساتھ بیٹھ کے discuss کروں گا۔ ہم اِسمیں لگے ہوئے ہیں ابھی انشاء اللہ بہت جلد ہم آپ کو رزلٹ دیں گے کہ اِن ٹینکرز کا، انتظامیہ سے مل کے، کیونکہ جب تک لوکل یہاں کے ڈپٹی کمشنر، ایس ایس پی وغیرہ، یہ ہمارے ساتھ مکمل تعاون کریں گے۔ اچھے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، ڈی سی اچھا ہے، کمشنر اچھا ہے۔ ہم ان کے ساتھ ایک میٹنگ کریں گے انشاء اللہ اس کا بھی حل نکال کے دیں گے۔ ان ٹینکر مافیا کو اب ختم تو بالکل بھی نہیں کرسکتے۔ اور پھر نلکوں میں موٹرز لگی ہوئی ہیں۔ بہت سارے elements ہیں۔ لیکن ہم اسکو minimize کریں گے جیسے آپ بلوچستان ہاؤس کے رینٹ کی بات کررہے تھے، اسی طریقے سے ہم واٹر سپلائی والوں کو بھی اور hydrants جو ہیں ہم اُس پر فیس لگارہے ہیں کہ وہ جہاں سے اُٹھائیں گے، جتنی فیس وہ hydrant پر دیں گے وہ ٹینکر، اُس کے بعد جو آگے ڈراپ کرے گا اُس کا مناسب سا ایک منافع رکھ کے ہم اُن کو allow کریں گے۔ تو انشاء اللہ مَیں ان کے ساتھ، یہ پانی

اللہ کی ایک نعمت ہے اور اس کو آپ جتنا بھی کسی کے لیے، یہ تو آج دیکھیں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا جو کنواں ہے وہ آج تک موجود ہے، یہ صدقہ جاریہ ہے۔ یہ پیٹ کبھی نہیں بھرتا۔ اِس میں جتنا ڈالو گے وہ صبح کو فارغ۔ لیکن یہ چیزیں قبر کے لیے، آخرت کیلئے۔ اور مَیں فلور آف دی ہاؤس اپنے اللہ کو حاضر و ناظر کر کے کہتا ہوں کہ میری پہلی ترجیح ہوگی کہ اس کو کسی طریقے سے کریں۔

جناب اسپیکر: ok, Thank you very much صمد گورگیج صاحب! آپ کا دوسرا پوائنٹ تھا کرش پلانٹ کے حوالے سے۔ وہ جو آپ کہہ رہے تھے کہ اسمیں وہاں NHA والے کام کرتے ہیں۔ تو NHA والوں کو ہم بلا لیتے ہیں۔ آپ سے پھر بھی coordinate کرتے ہیں آپ بھی آجائیں۔ اور اُن کے سامنے یہ بات کریں گے تقریباً وہ آپ کہہ رہے تھے کہ اس کے متعلق کورٹ کے بھی کچھ آرڈرز ہیں۔ ان NHA والوں کو طلب کریں جو پراونشل سیٹ اَپ ہے اُن کا، اُن کو بلائیں اور صمد صاحب کے ساتھ coordinate کر کے پھر وہ میٹنگ رکھ دیں۔ ایک ایک پوائنٹ پر کریں جی طارق صاحب کا مائیک آن کریں ایک منٹ کے لیے پلیز۔ جی طارق صاحب۔

نوابزادہ طارق خان مگسی: جناب اسپیکر! مَیں سریاب روڈ پر رہتا ہوں۔ ہماری یہ حالت ہے کہ 10 سال ہو گئے ہیں ہماری لائن میں پانی نہیں آ رہا ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں آ رہا؟

نوابزادہ طارق خان مگسی: دس سال سے ہم ٹینکرز لا رہے ہیں۔ اور بل جو آتا ہے وہ جو ہاؤس ٹیکس آتا ہے اُس کے اندر واٹر بل بھی آتا ہے۔ وہ بھی ہم دس سال سے پے کر رہے ہیں۔ کوئی ایسا بل نہیں ہے جو ہم نے آج تک ادا نہیں کیا ہو۔ لیکن اس کے باوجود 10 سال ہو گئے ہیں پانی ہمارے پاس نہیں آ رہا ہے ہم ٹینکرز پر ہی گزارا کر رہے ہیں۔ تو اِس ایریا کو بھی، منسٹر صاحب بیٹھے ہیں ایریا کو دیکھیں کیا reason ہے آیا ٹیوب ویل ڈراپ ہو گیا ہے یا اس میں کوئی پرابلم پڑ گئی ہے یا لائنز میں کوئی پرابلم پڑ گئی ہے۔ تو کم از کم اُس کو rectify کریں اس پورے ایریا میں پانی نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: thank you۔ منسٹر صاحب سن رہے ہیں اور انشاء اللہ وہ کریں گے۔ زرک خان صاحب کا مائیک آن کر دیں۔

جناب زرک خان مندوخیل: thank you جناب اسپیکر! دو تین دن پہلے رات کے تقریباً 12 بجے تھے، مَیں زیارت سے آ رہا تھا زیارت کراس پر کچھ احتجاج چل رہا تھا روڈ بلاک تھی خیر میں اُترا اور لوگوں سے ملا تو ہمارے اور آپ کے پٹھان بھائی تھے۔ اُن کی کچھ وہاں گاڑیوں میں لیڈیز بھی بیٹھی ہوئی تھیں۔ تو میں نے کہا کہ آپ لوگوں نے روڈ کیوں بند کی ہے یہ کسٹم اہلکار جو ہیں انہوں نے private لوگوں کو hire کیا ہوا ہے ادھر انہوں نے ان کو چیکنگ کے لیے

کھڑا کیا ہوا تھا۔ جو گاڑی نہیں رُکتی اُن کو پتھر مار کے، اِنکی شادی کی گاڑیاں جا رہی تھیں اِنہوں نے پتھر ماری دی، پھر بھی وہ نہیں رُکیں، کانوائے میں ہیں یا آپ سمجھ لیں چار پانچ گاڑیاں ہیں۔ اِنہوں نے اُن کو پتھر مار کے جن میں لیڈیز بیٹھی ہوئی تھیں وہ تھوڑی زخمی ہوئیں۔ خیر پھر میں نے کسٹم والوں کو بلایا میں نے کہا۔ کسٹم اور لیویز والوں سے کہا تھا، لیویز والے اُن کو by-force ہٹانے کی کوشش کر رہے تھے۔ تو مَیں گیا بحیثیت پشتون میرا ضمیر بھی برداشت نہیں کرتا تھا کہ یہ کون سا طریقہ ہے۔ کسٹم والے آئے۔ اُن سے مَیں نے کہا کہ یہ کون سا طریقہ ہے؟ خیر اُنہوں نے sorry کی کہتے ہیں کہ سر! ہم آئندہ نہیں کریں گے۔ مَیں نے اِن سے کہا کہ آپ لوگوں نے پرائیوٹ بندوں کیوں hire کیے ہیں۔ آپ لوگ تنخواہ کیوں لیتے ہیں پھر؟ جب آپ لوگ روڈ پر کھڑے نہیں ہو سکتے۔ پرائیویٹ بندے اور پھر اُن پر آپ فورس استعمال کر رہے ہیں۔ خیر اُنہوں نے تو معذورت کر لی تھی جو گاڑیاں damage ہوئی تھیں۔ اُن سے معذورت کر کے روڈ جو بلاک تھی وہ میں نے کھول دی۔ مگر آپ صرف اِسکا ایک نوٹس لیں کہ کسٹم والوں کو تنخواہ ملتی روڈ پر کھڑے ہونے کی۔ رات کے بارہ بجے ہیں۔ اگر آپ کو کوئی ہاتھ دے پرائیویٹ بندہ تو آپ اُس کو کیا سمجھیں گے آپ تو یہی سمجھیں گے کہ کوئی چور ہے یا کوئی ڈاکو ہے جس کی وردی بھی نہیں ہے۔ تو آپ کیسے گاڑی روکیں گے؟ kindly آپ اِس کا نوٹس لیں۔ کہ آپ لوگوں کو تنخواہ ملتی ہے۔ اور آپ لوگوں کو رات کوئی بارہ بجے ہو، یا صبح بارہ بجے ہو، یا چھ بجے ہو۔ آپ لوگوں نے وردی میں کھڑا ہونا ہے روڈ پر کوئی بھی بغیر وردی کے کھڑا نہ ہو۔ جی thank you

جناب اسپیکر: thank you۔ اب اگر میرے خیال میں ایجنڈے کی طرف چلیں۔ مینگل صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ sorry۔ میڈم غزالہ گولہ صاحبہ کا مائیک آن کر دیں۔

میڈم غزالہ گولہ بیگم (ڈپٹی اسپیکر): جی thank you اسپیکر صاحب! actually کیا ہو رہا ہے کہ جو continuity ہے کسی question کی ہے۔ واپس جواب دینے کی، وہ ہم بھولے جا رہے ہیں کہ بات کیا کرنی ہے۔ اَب میں اُس پر آ جاتی ہوں کہ جو زمرک خان صاحب نے بات کہی۔ ایم پی اے ہاسٹل کی جو اُنہوں نے بات کی۔ رومز کے رینٹ کے علاوہ جو ٹرانسپورٹ وہاں ہے۔ جو کار ہمیں دی جاتی ہے اُن پر بھی per-mileage کے حساب سے اُس کے علاوہ بھی ایک گھنٹہ کے اگر ڈرائیور کہیں پر رُک رہا ہے۔ اگر ہم تین گھنٹے رُک رہے ہیں۔ تو وہ بھی 1000 rupees per hour چارج ہو رہے ہیں۔ یہ رینٹ کے علاوہ یہ بھی آپ دیکھیں کیونکہ اُس چیز میں یہ پوائنٹ ضرور لائیں کیونکہ یہ بہت اہم issue ہے جو رینٹ کے علاوہ اُس کی بھی اپنی ٹرانسپورٹ ہے۔ اور صرف نہ اِسلام آباد کے ایم پی اے ہاسٹل کی بات ہے۔ آپ کے سندھ کراچی میں جو آپ کا بلوچستان ہاؤس ہے اُس کی کیا حالت ہے۔ جب بھی جائیں۔ وہاں کبھی بھی روم available نہیں ہوتا۔ تو اِس چیز کو بھی kindly consider کریں۔ کہ

اِسلام آباد کے علاوہ کراچی کا بھی آپ کا بلوچستان ہاؤس اُس میں بھی بہت سی چیزیں مہیا نہیں ہیں۔ کمرے نہیں ہیں تو جب بھی کوشش کریں روم تو ملتا بھی نہیں ہے۔ As a Chairperson of Housing and Library بلوچستان کی۔ میں kindly یہ بھی ریکویسٹ کروں گی کیونکہ تقریباً ہمارے 15 مہینے ہونے کو ہیں۔ اور جو دور دراز علاقوں سے لوگ آتے ہیں۔ ایم پی اے ہاسٹل میں جس طرح سے وہ آ کے رُکتے تھے۔ اَب تک ہمارا ایم پی اے ہاسٹل کھولا نہیں گیا۔ کیونکہ اُس میں یہی بات ہمیں کہی جا رہی ہے کہ جی فرنیچرز نہیں ہے۔ renovation تو کروڑوں روپے کے حساب سے اُس پر ہوگئی ہے۔ لیکن فرنیچر اُس میں available نہ ہونے کی وجہ سے لوگ ہمارے جو دُور دراز علاقوں سے جو یہاں آتے ہیں جو ہاسٹل میں آ کے رہتے تھے۔ اُن کیلئے بہت زیادہ issue ہے۔ kindly ان چیزوں کو میں اسپیکر صاحب! آپ کے نالج میں لانا چاہتا ہوں۔ اور اِن کو آپ ضرور دیکھیں۔ Thanks a lot, thank you so much.

جناب اسپیکر: Thank you Madam۔ جی مینگل صاحب۔ مینگل صاحب کا مائیک آن کر دیں۔

میر جہانزیب مینگل: شکریہ! اسپیکر صاحب! بلوچستان ہاؤس اِسلام آباد کی تو باتیں ہو رہی ہیں۔ جو بلوچستان خود جل رہا ہے اُس کی بات کوئی نہیں کرتا۔ دو مہینوں سے بلوچستان کی مائیں بیٹیاں بند ہیں۔ اِدھر کسی نے آواز نہیں اُٹھائی۔ میرے قائد سردار اختر مینگل اور پارٹی میں یہ فیصلہ ہوا کہ پُر امن ریلی کوئٹہ کیلئے نکالی جائے گی۔ سر! وڈھ سے ریلی نکلتی ہے مستونگ میں اُس کو by force روک دیا جاتا ہے۔ کنٹینرز لگا کے روڈ بند کر دی جاتی ہے۔ گورنمنٹ ہے، طاقت ہے۔ میری پارٹی کے راہنما سب سائیڈ پر تمبو لگا کے احتجاج میں بیٹھ جاتے ہیں۔ سر! اُدھر ہی دوسرے دن ایک خودکش دھماکہ ہوتا ہے۔ وہ کون تھا؟ کہاں سے آیا تھا؟ کیوں آیا تھا؟ اُس کا ڈھونڈ چار گھنٹے تک وہاں پڑا رہا۔ نہ گورنمنٹ تھی۔ نہ کوئی پولیس والا آیا۔ نہ کوئی ایف سی والا آیا۔ سر! یہ خودکش دھماکہ ہوا تھا۔ کوئی پٹاخہ نہیں پھٹا تھا۔ اگر وہی بندہ اجتماع کے اندر چلا جاتا تو سر وہ جو تباہی ہوتی اللہ معاف کرے چار، پانچ سو لوگوں کی اموات ہوسکتی تھیں۔ سر! بیس دن اُدھر بیٹھ کے، مَیں نے وہ روڈ بلاک نہیں کی تھی نہ بی این پی نے کی تھی۔ گورنمنٹ نے روڈ بلاک کی تھی۔ میں ایک گھنٹے کیلئے اگر روڈ بند کروں گا تو میرے خلاف ایف آئی آر کاٹی جائیگی۔ جس میں دہشتگردی کی دفعات شامل ہوں گی۔ سر! نہ گورنمنٹ نے یہ پوچھا کہ کون تھا؟ نہ ہمیں بتایا گیا کہ یہ بندہ کون تھا؟ کہاں سے آیا تھا؟ اِس کا ٹارگٹ کیا تھا؟ عدالت کوئی جاتا ہے کوئی شنوائی نہیں ہے سر! ہم کہاں جائیں۔ ہم یہاں آ کے باتیں کرتے ہیں۔ یہ ہوگیا وہ ہوگیا۔ سر! ہم لوگ کوئٹہ میں صرف بیٹھے ہوئے ہیں آرام سے گھوم رہے ہیں۔ سر! آپ کوئٹہ سے تھوڑا باہر نکلیں آپ دن میں بھی نہیں گھوم سکتے۔ سر! آپ کے پاس تو پروٹوکول ہوگا۔ آپ دس دس گاڑیوں میں بھی چلے جائیں گے۔ آپ ہم جیسوں سے پوچھیں جو اپنی فیملی کے ساتھ ایک گاڑی میں

آتے ہیں۔سر! آپ کو کوئی رُوک دے یا نہیں کہ پہلے بولتے تھے کہ رات میں۔اَب دن دیہاڑے روڈ بلاک ہوتی ہے۔ تلاشیاں لی جاتی ہیں سر! کہاں ہے گورنمنٹ؟ سر!اب بات کریں تو کس سے کریں؟ میری گورنمنٹ سے یہی گزارش ہے کہ اسکی فوراً انکوائری ہونی چاہیے یہ خودکش کون تھا؟ کہاں سے آیا؟ اِس کے محرکات کیا تھے۔سر! مہربانی۔

جناب اسپیکر: thank you. اَب ایجنڈے کی طرف آتے ہیں۔ question no.123 سید ظفر علی آغا صاحب ۔125، 126 اور 127 بھی آغا صاحب سے متعلق ہیں۔لیکن آغا صاحب موجود نہیں ہیں۔ لہٰذا یہ چاروں سوالات اگلے سیشن کے لئے ڈیفر کرتے ہیں۔ اگلے تین سوالات ہیں رحمت صالح بلوچ صاحب کے۔ محکمہ اطلاعات کے متعلق۔اور mover خود رحمت صالح صاحب وہ بھی موجود نہیں ہیں۔اُن کو بھی 5 تاریخ کے سیشن کیلئے ڈیفر کرتے ہیں۔اگلا question ہے مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 213 دریافت فرمائیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: سوال نمبر 213 ۔

جناب اسپیکر: جی minister concerned برکت رند صاحب کا مائیک آن کردیں۔

حاجی برکت علی رند (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ماہی گیری وکوسٹل ڈویلپمنٹ): جواب میں نے دیا ہے جواب موجود ہے مولانا صاحب اِس پر زور نہ دیں۔

جناب اسپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆213 جناب ہدایت الرحمٰن بلوچ، رُکن اسمبلی: <u>نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 29 جنوری 2025ء۔</u>

کیا وزیر بی سی ڈی اے ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ، <u>مورخہ 10 مارچ 2025 کو موخر شدہ۔</u>

ضلع گوادر میں بلوچستان کوسٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے کتنے پروجیکٹس چل رہے ہیں مکمل اور نامکمل پروجیکٹ کی تفصیل دی جائے اور ابتک ان پروجیکٹس پر کل کتنے اخراجات کئے گئے ہیں کی بھی مکمل تفصیل دی جائے؟

وزیر بی سی ڈی اے: جواب موصول ہونے کی تاریخ 3 مارچ 2025ء۔

جواب کی تفصیل ضخیم ہے لہٰذا اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اسپیکر: جی مولانا صاحب۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: برکت صاحب ہمارے دوست ہیں تھوڑی سی بات تو کریں گے برکت صاحب کے لیے۔ تو یہ اِس میں یہ بی سی ڈی کا یہ تو برکت صاحب سے پہلے کے ہیں، اِس میں جو گوادر، پسنی، جیونی، اور ماڑہ کا جو resort ہے اِن پر پانچ پانچ سالوں سے کام ہورہا ہے۔ 30 کہیں فیصد کہیں 18 فیصد کہیں 20 فیصد کہیں 6 فیصد اور ماڑہ کا جو کام ہے بی سی ڈی کا 6 فیصد کام resort اور ماڑہ میں۔ اِسی طرح جیونی میں پانچ سالوں میں 20 فیصد ہوا ہے۔پسنی

میں18 فیصد، گوادر میں 30 فیصد ہوا ہے پانچ سالوں میں۔ تو یہ آپ دیکھ لیں کہ کتنی تیز رفتاری سے ماشاء اللہ کام ہورہا ہے۔ ایک beach park اور ماڑہ میں ہے، جیونی میں ہے، گوادر میں، اِن میں دیکھ لیں پانچ سالوں میں کتنا کام ہوا ہے۔ 2021ء سے کام شروع ہے 2021ء میں اسپیکر صاحب! تو اب تک اِس پر کام ہورہا ہے۔ جتنا باقی کام ہے آپ دیکھ لیں کئی پانچ چھ سالوں سے اِس پر کام ہورہا ہے۔ تو اس سوال کا مطلب یہی ہے کوئی بحث نہیں ہے کوئی سیاسی رنگ نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: جی ہاں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: اِس میں جو وسائل خرچ ہورہے ہیں۔ مہنگائی بڑھ رہی ہے جو کام جتنا dely ہوگا تو قوم کے پیسے خرچ ہوں گے۔

جناب اسپیکر: جی جی بالکل۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جس مقصد کے لیے یہ بنائے گئے ہیں تو بروقت اُس کام کو مکمل ہونا چاہیے میری منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ فوری طور پر ان کاموں میں تیزی لائی جائے۔ فنڈز کے جو ایشوز ہیں فنڈز کے مسائل حل کیے جائیں بروقت اِس سال ضرور اِن کاموں کو کمپلیٹ کیا جائے۔

جناب اسپیکر: thank you جی۔ Minister concerned۔ مائیک on کریں برکت رند صاحب کا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ماہی گیری و کوسٹل ڈویلپمنٹ: جی پہلے یہ کام بند تھے اُس دَور میں ابھی جب سے میں آیا ہوں دوبارہ اِن کاموں کو میں نے اسٹارٹ کیا ہے۔

جناب اسپیکر: ok۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ماہی گیری و کوسٹل ڈویلپمنٹ: مولانا صاحب خود جا کر چیک کریں وہاں دیکھیں اگر کام نہیں ہورہا ہے میں ذمہ دار ہوں۔ اِس وقت کام جاری ہے۔ پسنی، گوادر، جیونی اور ماڑہ میں بھی کام جاری ہے۔ اگر مولانا چاہتا ہے کہ کام نہیں ہورہا ہے، میں اپنا اسٹاف اُن کے ساتھ بھیج دیتا ہوں۔ آپ جا کر وہاں چیک کریں۔ اگر مطمئن نہیں ہوئے پھر مجھے آکے بتائیں۔ میں اُن کے خلاف انکوائری کروں گا۔

جناب اسپیکر: done done یہ مولوی صاحب نے بھی کہا ہے کہ بس اُس پر کام ہونا چاہیے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ماہی گیری و کوسٹل ڈویلپمنٹ: کام ہورہا ہے پہلے کا مجھے پتہ نہیں ہے۔ پانچ، دس سال پہلے کا ابھی جو کام ہورہا ہے اُن کے سامنے ہم نے نشاندہی کی ہے۔

جناب اسپیکر: thank you۔ سوال نمبر213 کو dispose off کیا جاتا ہے۔ سید ظفر علی آغا صاحب چونکہ

موجودنہیں ہیں،ٹرانسپورٹ سے متعلق ہے اُن کو بھی اگلے سیشن پانچ مئی کے سیشن کے لیے ڈیفر کیا جاتا ہے۔وقفہ سوالات ختم۔توجہ دلاؤنوٹسز۔

میر زابد علی ریکی: سر! اِس میں میرا question بھی ہے۔

جناب اسپیکر: چونکہ Minister concerned نہیں ہے اِس لیے میں نے اُس کو ڈیفر کیا ہے تقریباً۔ Minister concerned منسٹر عبدالمجید بادینی صاحب ہیں وہ موجود نہیں ہیں۔وقفہ سوالات ختم۔

جناب اسپیکر: توجہ دلاؤنوٹسز۔

میر اسداللہ بلوچ صاحب! آپ اپنا توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

میر اسداللہ بلوچ: thank you جناب اسپیکر صاحب وزیر برائے محکمہ منصوبہ بندی وترقیات کی توجہ ایک اہم مسئلے کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ 2024-25ء کی پی ایس ڈی پی میں تمام اضلاع کے لیے ترقیاتی اسکیمات بذریعہ متعلقہ محکمہ جات concept paper کے ساتھ تجویز کی گئی تھی۔جس پر تمام اضلاع کے لیے تجویز کردہ ترقیاتی اسکیموں کو حکومت کی جانب سے پی ایس ڈی پی2024-25ء میں شامل کیے گئے۔لیکن پی بی29 پنجگور ون کے لیے تجویز کردہ کسی بھی ترقیاتی اسکیم کو پی ایس ڈی پی میں شامل نہیں کیا گیا۔جس کی وجہ سے پی بی29 پنجگور ون کے عوام میں شدید مایوسی پائی جارہی ہے۔لہٰذا پی بی29 پنجگور ون کے لیے محکمانہ تجویز کردہ اسکیموں کو پی ایس ڈی پی 2024-25ء میں شامل نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب اسپیکر: thank you۔چونکہ Minister concerned موجود نہیں ہیں۔آپ کا point on record آ گیا ہے۔انشاءاللہ اُن کو یہ convey accordingly کیا جائے گا۔

میر اسداللہ بلوچ: میں اِس میں تھوڑی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: منسٹر تو ہے ہی نہیں۔

میر اسداللہ بلوچ: لیکن ٹریژری تو ہے۔kindly میں اِس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: بولیں۔

میر اسداللہ بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! یہاں جو ہمارا بجٹ ہے، جب بھی ہم بجٹ بنانے جاتے ہیں تو یقیناً یہ بلوچستان کا ہی بجٹ ہے۔مرکز سے ہمیں quarterly وہاں سے بجٹ آتا ہے سال میں جو ہمارا revenue generate ہوتا ہے۔ایک پی ایس ڈی پی بنتی ہے۔پی ایس ڈی پی عوام کے مفادات کی خاطر بنائی جاتی ہے۔یہ کسی ایک فرد، کسی ایک گاؤں، کسی مخصوص قبیلے کے لیے نہیں ہے۔بلکہ بلوچستان کے عوام کے لیے ہی یہ پی ایس ڈی پی بنائی

جاتی ہے۔ حیرانگی کی بات یہ ہے کہ میرے حلقے کو نظر انداز کرنے کا کیا کوئی جواز ہے؟ یا پی ایس ڈی پی کا پیمانہ کیا ہے کہ جو لوگوں کو فنڈز دیئے جائیں پیمانہ کیا ہے؟ جناب اسپیکر صاحب! یہاں اِس ایوان میں ایسے بھی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جن کو 42 ارب روپے وہ لے کر گئے ہیں۔ کوئی 22 ارب، کوئی 17 ارب۔ تو باقی جو ممبرز ہیں آیا یہ کسی مخصوص لوگوں کے لیے پی ایس ڈی پی بنائی جاتی ہے؟ انصاف کے کچھ تقاضے ہوتے ہیں۔ ان تقاضوں کو پامال نہیں کرنا چاہیے۔ اور میں ایک سوال آپ کے توسط سے، آپ کے حوالے سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ جناب آیا میرا یہ حلقہ اِس ملک کے نقشے سے نکال دیا گیا ہے؟ اگر نکال دیا گیا ہے تو مجھے اطلاع دے دیں۔ نہیں تو میرے ذاتی فارم ہاؤس کے لیے فنڈز کی مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ فنڈز وہاں کے تین لاکھ عوام، وہ جو سوال کرتے ہیں، وہ جو مایوس ہوتے ہیں احساس محرومی جب پیدا ہوتی ہے جناب اسپیکر صاحب! اُن کو پھر جواب دینے والا کون ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ آپ کے آئین میں ایک واضح باقاعدہ طور پر لکھا ہوا ہے جس علاقے سے جہاں ریونیو جنریٹ ہوتا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ سن رہے ہیں؟

جناب اسپیکر: جی بالکل میرا ذہن آپ کی طرف ہے میر صاحب۔

میر اسد اللہ بلوچ: جہاں revenue collect ہوتا ہے اُس علاقے کے 50% پنجگور میں یہ پیچیدگی کا ایک کسٹم ہے۔ سالانہ 10 ارب مرکزی گورنمنٹ کو وہاں سے revenue ملتا ہے۔ یہی پنجگور میں اور میرے حلقے میں ہی ہے۔ دوسرا ہمارا پنجگور ائیر پورٹ جہاں ریڈار لگا ہوا ہے۔ پنجگور بلوچستان میں ایسی جگہ پر موجود ہے۔ ایسے خطے پر موجود ہے وہاں 24 گھنٹے میں 700 فلائیٹس کار گو ٹریول کرتی ہیں۔ اور ہر فلائیٹ پر اُن سے دو ہزار ڈالرز چارج کئے جاتے ہیں۔ تو کروڑوں ڈالرز ہر 24 گھنٹے کے بعد، مہینے میں، سال میں لگائیں تو یہ تو ایک ارب ڈالر کی پوزیشن پر پہنچ جاتی ہیں اِسی حلقے کے فنڈز کی جب کٹوتی ہوتی ہے اِس پر تو ہمیں حیرانگی ہوتی ہے کہ پیمانہ کیا ہے فنڈز دینے کی؟ یا کسی کو victimisation کرنا۔ میرے حلقے میں میں آپ کو صحیح بتا دوں صرف میرے یہ فنڈ انہوں نے بند کیے ہیں بلکہ وہاں سے ہر محکمے میں جتنا بھی ملازم تھے، اِس گورنمنٹ نے بالکل victimisation کے tools کے طور پر ہمارے حلقے میں۔ میرے خلاف ایک اچھا خاصا ایک انتقامی سلسلہ شروع کیا ہے۔ ٹھیک ہے وقت ہے گزر جائے گا۔ کبھی کبھی ہم یہاں آتے ہیں۔ اپنے احساسات جو ہمارے جذبات ہیں اصولی طور پر ہم کرتے رہتے ہیں۔ لیکن یہ فنڈز کو روکنے کا جو انداز اور طریقہ ہے، پھر سب کے بند کریں۔ آپ پورے بلوچستان میں ایسے لوگوں کو فنڈز دیئے گئے ہیں جو اسمبلی کے ممبر بھی نہیں ہیں۔ ایسے لوگوں کو نوازا گیا ہے جنہوں نے الیکشن میں حصہ بھی نہیں لیا ہے اُن کو فنڈز دیئے جا رہے ہیں۔ تو اِن فنڈز کو روکنے کی وجہ کیا ہے۔ میری سمجھ سے تو باہر ہے میں کورٹ میں گیا۔ میں نے جلسے، جلوس بھی کیے پمفلٹ تقسیم کیے۔ اِس طریقے سے اگر کسی کے ذہن میں یہی آئے گا کہ ہم انتقامی کارروائی کر کے کسی علاقے کو مفلوج کریں گے، تین لاکھ لوگ

جب مایوس ہوں گے تو ظاہر ہے وہ روڈوں پر نکلیں گے۔ لاء اینڈ آرڈر کی situation ہوگی۔ پھر وہی پیسے آپ لاء اینڈ آرڈر پر خرچ کریں گے۔ جناب اسپیکر صاحب! ایک ہی بات سے اِس کو میں ختم کرنا چاہتا ہوں ٹریژری بنچ اپنی جگہ موجود ہے۔ نواب اکبر خان کا مسئلہ 15 کروڑ سے شروع ہوا رائلٹی پر جناب اسپیکر صاحب! جب وہ چیزیں نہیں مانی گئیں ایک غلط ایکشن جب ہوا ابھی مہینے میں 15 ارب روپے خرچ کیے جا رہے ہیں۔ یہ کونسا طریقہ ہے انتقامی کارروائی کا، یہ نہیں ہونا چاہیے۔ یہ صوبے کے لیے اور اس ملک کے لئے صحیح نہیں ہے کسی کو ذاتی دشمنی مجھ سے ہے تو وہ مجھ سے انتقام لے لیں۔ یہ ہمارے حلقے کے لوگوں سے جو پانچ لاکھ آبادی ہے اِن سے کیا دشمنی ہے؟ یہ کیا ہیں؟ روڈز ہیں۔ ہاسپٹل ہیں۔ واٹر سپلائی ہیں یہ تمام عوامی نوعیت کی اسکیمیں ہیں اور اِن اسکیموں کو انہوں نے ایک بھی نہیں لیا پورا زیرو کر دیا۔ تو میرا یہاں آنے کا مطلب کیا ہے، فنڈز ہمارے روکے جاتے ہیں۔ علاقے میں پوری مشینری کو چیلنج کر کے ہمیں پوچھا نہیں جاتا ہے۔ پھر ادھر اسمبلی میں ہم بات کرتے ہیں ہمارا مائیک بند کیا جاتی ہے۔ تو آپ بتائیں پھر ہم کدھر جائیں؟ تو سیدھا سیدھا دھوکا دے رہے ہیں۔ ہم تو پارلیمانی سیاست کر رہے ہیں۔ پھر سیدھا سیدھا دھوکے دے رہے ہیں جو لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ قومی دائرے میں آؤ۔ قومی دائرے میں اکٹھے ہو جاؤ۔ تو یہاں سے تو سیدھے سے بندے کو دھوکا دے رہے ہیں کہ آپ یہاں سے نکل جاؤ۔ آپ لوگوں کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ نہ آپ کو فنڈ ملے گا نہ آپ کی بات سنی جائیگی نہ آپکے حلقے کو فنڈ ملے گا۔ لہٰذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ڈیموکریسی ہے تو اُس کے تقاضے پورے کیے جائے۔ انصاف کے تقاضے پورے کیے جائیں۔ اور امید ہے کہ اِس دفعہ جون پھر آ رہا ہے۔ نزدیک ہے۔ بجٹ بھی آنے والا ہے۔ اِس دفعہ ایسا ظالمانہ فیصلہ وہ نہیں کریں اگر اُس روز انہوں نے دوبارہ یہی کیا تو پھر میں اپنے عوام کے ساتھ جتنے بھی ہمارے لوگ ہیں اُن کے ساتھ مل کر مستقبل کا فیصلہ کروں گا کہ بعد میں ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہاں اصول وقانون اور آئین کے تقاضے پورے نہیں کئے جاتے ہیں صرف طاقت استعمال کی جاتی ہے۔ اور طاقت کا استعمال ہمیشہ نقصانات دے گئی ہیں۔ اِس لیے آپ بھی بحیثیت اسپیکر اگر ان کو سمجھا سکتے ہیں، سمجھائیں کہ یہ طریقہ کار اپنا بند کریں اور ایمانداری اور جمہوریت کیلئے، اِس صوبے کی بہتری کی خاطر، یہ اپنا ظالمانہ حرکت بند کریں۔ انصاف کے تقاضے پورے کریں۔ پھر کوئی اچھائی ہوگی۔ کبھی یہ نہ سمجھیں کہ فنڈ کو روک کر علاقے میں ہم victimisation کا شکار کر کے بعد میں یہی پوزیشن ہوگا اسد بلوچ آئے گا کہ خدا کے لیے کہ بھائی ہمارے فنڈ کیوں روکے ہیں۔ میں وہاں صرف سعودی میں جا کر سجدہ کرتا ہوں میں کسی کو سجدہ نہیں کرتا صرف اللہ کے سوا جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: ok thank you

میر اسد اللہ بلوچ: thank you

جناب اسپیکر: thank you آپ کہیں نہیں جائیں گے آپ اسمبلی آتے رہیں اور اپنی struggle جاری رکھیں اللہ بہتر کریگا انشاء اللہ۔ابھی ہمارے پاس ایک سول انجینئر تھا بشیر بڑیچ صاحب کی death ہوئی ہے میرے خیال میں کوئی ناگہانی ان کو heart-attack ہوا ہے، آپ چاہتے ہیں کہ اُنکے لیے فاتحہ پڑھی جائے۔ok مولوی صاحب آئیں ذرا۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

میر شعیب نوشیروانی(وزیر خزانہ): جناب اسپیکر صاحب!اگر آپ کی اجازت ہو؟

جناب اسپیکر: جی.Minister for Finance

وزیر خزانہ: جناب اسپیکر صاحب! میر اسد اللہ بلوچ صاحب کے توجہ دلاؤ نوٹس کے حوالے سے میں کچھ الفاظ کہنا چاہوں گا۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔

وزیر خزانہ: چونکہ یہ معاملہ محکمہ منصوبہ بندی سے تعلق رکھتا ہے Minister concerned موجود نہیں ہیں۔ مگر اُن کی جو خدمات ہیں اپنے علاقے کے لیے، وہ لائق تحسین ہے۔اُن کو ہم قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔اور اس بات سے میں پوری طرح متفق ہوں کہ انتقام کی سیاست ہونی نہیں چاہیے کیونکہ ہم اگر کسی فرد سے انتقام لے رہے ہوتے ہیں، وہ فرد نہیں ہوتا ہے وہ اُس پورے علاقے سے ہم انتقام لے رہے ہوتے ہیں۔تو وہ اُس انتقام کی سیاست کا باب تو مستقل طور پر بند ہونا چاہیے کہ جب بلوچستان کے حالات اِس وقت شدید تشویشناک ہیں۔جیسا کہ ہمارے دوست اُس کا ذکر کر رہے تھے۔اور اللہ ناں کرے کہ ہم روز بروز ناراضگیاں بڑھاتے جائیں۔ہم اگر ناراضگیاں دوستیوں میں بدلیں ہ اور خوشیوں میں بدلیں اور اللہ کرے کہ جہاں دنیا entertainment کی طرف،خوشیوں کی طرف،گھومنے کی طرف، tourism کی جارہی ہیں ہم یہاں suffer کرنے یا ہم دیگر terrorism کے یا دیگر مشکلات کا شکار رہیں۔اِس طرح کے حالات ہمارے فیصلوں سے اگر بن پائیں تو نہ کرے کہ ایسے فیصلے ہوں۔تو میں بلکہ کئی جگہ یہ خوشی سے بات کرتا ہوں کہ مَیں، جناب عبدالمالک بلوچ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں تربت کی جس طرح انہوں نے خدمت کی یا اسد اللہ بلوچ نے جیسے پنجگور کے لیے کام کیا ہے یہ وہ مثالیں ہمارے علاقوں میں دی جاتی ہیں کہ اگر آپ نے ڈویلپ کرنا ہے ڈولپمنٹ کرنی ہے تو اِسی راہ کو follow کرنا ہے جس سے لوگ facilitate ہوں۔تو مجھے امید ہے پوری اسمبلی میں موجود دوست اپنی ترجیحات عوامی اجتماعی نوعیت کے جیسے ہمارے سینئر دوست دے چکے ہیں، وہ دیتے رہیں گے۔تو میں انشاء اللہ امید کروں گا اور اپنے تمام دوستوں کے توسط سے کہوں گا کہ اِس بجٹ میں اپوزیشن اور گورنمنٹ نہ دیکھا جائے

بلکہ پورے بلوچستان کو دیکھا جائے تو اِس پر بات کریں گے کہ انشاء اللہ جو اُن کے ساتھ پچھلے سال اُس کا ازالہ کیا جائے تاکہ پنجگور کے عوام کو ریلیف مل سکے۔ thank you Sir

جناب اسپیکر: مَیں اور آپ دونوں مل کر انشاء اللہ اسد بلوچ صاحب کے لیے struggle کریں گے انشاء اللہ۔ جی مینا مجید صاحبہ! کچھ کہنا چاہتی ہیں۔ پہلے ایجنڈے کو اگر follow کریں؟ اگر آپ اجازت دیں۔ یہ چونکہ یہ ایجنڈا چل رہا ہے۔ آپ تشریف رکھیں پلیز۔ سر! یہ ایجنڈا چل رہا ہے آپ تشریف رکھیں پلیز۔ یہ تو اپنا ہدایت الرحمٰن صاحب کا ہو گیا ہے۔ اچھا! مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب آپ اپنی توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وزیر برائے محکمہ اریگیشن کی توجہ ایک مسئلے کی جانب مبذول کروائیں گے کہ بسول ڈیم پروجیکٹ (اورماڑہ) پر کام گزشتہ کئی سالوں سے جاری ہے۔ اور ہر سال بجٹ میں مذکورہ پروجیکٹ کے لیے خطیر رقم مختص کی جاتی ہے۔ لیکن اُسکے باوجود بسول ڈیم پروجیکٹ (اورماڑہ) پر تا حال کام مکمل نہیں ہوا ہے۔ لہٰذا بسول ڈیم پروجیکٹ پر اب تک کل کتنے اخراجات آئے ہیں، یہ پروجیکٹ کب تک مکمل ہوگا تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب اسپیکر: چونکہ Minister concerned یہاں موجود نہیں ہیں۔ تو اس کو، آپ کے وہ ریکارڈ پر آ گیا ہے مزید تو آپ کچھ بولنا نہیں چاہیں گے انشاء اللہ۔ thank you very much یہ dispose off کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: رخصت کی درخواستیں۔

سیکرٹری اسمبلی! رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): سردار فیصل خان جمالی صاحب، جناب عبدالمجید بادینی صاحب، جناب سلیم احمد کھوسہ صاحب، میر صادق عمرانی صاحب، میر رحمت صالح بلوچ صاحب، جناب بخت محمد کاکڑ صاحب نے آج کی نشست سے جبکہ نواب محمد اسلم خان رئیسانی صاحب نے آج سے تا اختتام اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواستیں کی ہیں۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟

جناب اسپیکر: رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

جناب اسپیکر: غیر سرکاری قراردادیں۔

چونکہ نماز کا بھی وقت ہو گیا ہے ابھی پندرہ منٹ کے لیے نماز کا وقفہ کریں گے اور نماز کے بعد دوبارہ انشاء اللہ exact چھ

بجے continue کریں گے۔

(نماز عصر کے لیے وقفہ 5 بجکر 45 منٹ پر ہوا)

(نماز کے وقفے کے بعد کارروائی دوبارہ جناب اسپیکر صاحب کی صدارت میں شروع ہوئی)

جناب اسپیکر: السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ۔ غیر سرکاری قرار دادیں۔ جی حاجی فضل قادر مندوخیل صاحب! آپ اپنی قرار داد نمبر 37 پیش کریں۔

حاجی فضل قادر مندوخیل: ہرگاہ کہ ژوب شہر کے درمیان سے روزانہ کی بنیاد پر بلوچستان سے خیبر پختونخوا اور پنجاب جانے والی بھاری گاڑیاں جن میں ٹرک اور ٹریلر شامل ہیں گزرتے ہیں جس کی وجہ سے ژوب شہر میں ہمہ وقت شدید ٹریفک جام رہتی ہے جس کی وجہ سے روزمرہ زندگی بری طرح متاثر ہورہی ہے۔ خاص کر ایمرجنسی صورتحال میں ایمبولینس میں موجود مریض بروقت ہسپتالوں میں نہ پہنچنے کی وجہ سے راستے ہی میں دم توڑ دیتے ہیں۔ اسکے علاوہ کاروباری سرگرمیاں اور تعلیمی نظام بھی بری طرح متاثر ہورہا ہے۔ ان تمام مشکلات کے سدباب کے لئے ژوب بائی پاس منصوبہ جو شہر کو بھاری ٹریفک کے دباؤ سے نجات دلانے کے لئے اشد ضروری ہے۔ بایں وجہ عوام کو درپیش مشکلات کے سدباب کی خاطر این ایچ اے کی جانب سے اس منصوبے کی مالی بولی 25 اپریل 2024ء میں کھولی گئی۔ لیکن تقریباً ایک سال سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود ژوب نیشنل ہائی وے نے مذکورہ منصوبے کا ٹھیکہ نہ تو کسی ٹھیکدار کو ایوارڈ کیا ہے اور نہ ہی اس پر اب تک کام کا آغاز ہوا ہے۔ لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وہ فوری طور پر وفاقی حکومت این ایچ اے سے رجوع کرے کہ وہ ژوب کے عوام کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے مذکورہ منصوبے پر فی الفور عملی اقدامات اُٹھانے کو یقینی بنائے تاکہ علاقے کے عوام کو درپیش مشکلات کا خاتمہ ممکن ہوسکے۔

جناب اسپیکر: قرار داد نمبر 37 پیش ہوئی۔ کیا محرک اپنی قرار داد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

حاجی فضل قادر مندوخیل: جناب اسپیکر! چمن سے لیکر گوادر تک خیبر پشتونخوا اور اپر پنجاب کو جتنی بھی ٹریفک جاتی ہے یہ ٹریفک ژوب سے گزرتی ہے۔ حالیہ دنوں میں رمضان کے مہینے میں یہ ایک بڑا کیپسول جو 22 ویلر ہوتا ہے۔ ژوب شہر کے بیچ میں خراب ہوگیا اور تین دن کھڑا رہا اور سارا ژوب مفلوج رہا۔ صبح کے وقت بچے سکول میں ٹائم پر نہیں پہنچتے تھے اور دوپہر کو ٹائم پر گھر کو نہیں پہنچتے تھے۔ اکثر شہر بلاک رہتا تھا۔ ایسا بھی ہوا ہے کہ کہیں زچگی کے دوران عورتیں ہسپتال تک نہیں پہنچتی اور روڈ پر ہی ان کی ڈیلوری گاڑیوں میں یا ایمبولینس میں ہوجاتی ہیں۔ لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ ژوب کا بائی پاس کل بھی آپ نے کہا تھا کہ کرش مشین کے سلسلے میں این ایچ اے والوں کو بلائیں گے لہٰذا آپ این ایچ اے والوں سے یہ بھی کہہ دیں کہ ژوب کے عوام کو اس عذاب سے نجات دلائی جائے۔ مہربانی۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہوگیا۔ایسا کرتے ہیں کہ جب این ایچ اے والوں کو بلایا گیا تو آپ سے رابطہ کریں گے آپ بھی اُسی میٹنگ میں شامل ہوجائیں اور آپ اپنی جوبات بتائیں آپ کے سامنے ڈسکس کریں گے انشاء اللہ ۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: جناب فضل قادر مندوخیل صاحب کی اس قرارداد کی میں حمایت کرتا ہوں۔کیونکہ مَیں بھی سفر کرتا رہتا ہوں تو واقعی ژوب شہر کے اندر آپ جب گھس جاتے ہیں تو اُدھر کی عوام پریشان ہیں۔اُدھر سے گاڑی والے پریشان ہیں اِدھر سے آپ خود پریشان ہیں۔آپ اللہ اللہ کرتے ہیں کہ کوئی بڑی گاڑی سامنے نہیں آئے کہ مَیں دو گھنٹے یہیں پر رہ جاؤں گا۔تو مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ بائی پاس بہت ضروری ہے بلوچستان حکومت میں ماشاءاللہ جتنے سنیئر لوگ تھے باقی سوائے جن کے وہ بیٹھے ہوئے ہیں۔مَیں فنانس منسٹر سے ریکوئسٹ کروں گا کہ وہ ذاتی interest لے کے اس بائی پاس کو بنالیں۔واقعتاً جولوگ وہاں جاتے ہیں مشکلات کا شکار ہیں۔میں اس کی حمایت کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: thank you۔جی زرک خان مندوخیل صاحب۔

جناب زرک خان مندوخیل: جناب اسپیکر!مَیں بھی اپنے colleague کی اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں کیونکہ ژوب میں آپ اگر جائیں تو بائی پاس پر آپ گے ہونگے ،بائی پاس پر اس ٹائم یہ پوزیشن ہے بائی پاس کے بیچ میں دائیں اور بائیں پرگھر ہیں۔اُدھر اسی روڈ کی وجہ سے دمے کی بیماریوں میں لوگ مبتلا ہوگئے ہیں۔لوگ ڈسٹرب ہیں لوگوں کا کاروبار ڈسٹرب ہے۔اور یہ کافی عرصے سے یہ آتا چلا آرہا ہے تو آپ kindly کمیٹی جو آپ بلائیں گے تو اُس پر آپ ان کو تھوڑا strictly بولیں کہ یہ بائی پاس آپ اس کو include کریں ختم کریں۔شکریہ۔

جناب اسپیکر: thank you اچھی بات ہے زرک خان صاحب اور قادر صاحب ایک پوائنٹ پر متفق ہوئے ہیں۔جی ترین صاحب۔

حاجی اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب!ہمارے دوست ہمارے بھائی نے جو قرارداد پیش کی ہے فضل قادر مندوخیل صاحب نے،ژوب بائی پاس کے حوالے سے۔ہم اس کی حمایت کرتے ہیں۔جناب اسپیکر صاحب! ژوب آپ کا شہر ہے وہ انگریزوں کے ٹائم کا بنا ہوا ہے۔اُس میں کوئی وسیع تر سڑکیں نہیں ہیں جس میں ہیوی ٹریفک گزریں۔اور آپ کی یہ شاہراہ لنک کرتی ہے خیبر پختونخواہ سے۔خیبر پختونخواہ اور بلوچستان کے درمیان اگر کوئی شہر آتا ہے کوئی ڈسٹرکٹ آتا ہے تو وہ ژوب آتا ہے تو وہاں گھنٹہ گھنٹہ کیونکہ ہمارا ابھی سفر ہوتا ہے اسلام آباد اور لاہور کی طرف تو دو دو گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے وہاں بازار میں انتہائی رَش ہوتا ہے۔بڑی بڑی گاڑیاں ہوتی ہیں،بسیں ہوتے ہیں۔ٹرک ہوتے ہیں چونکہ وہ شہر ایک قدیم انگریز کے ٹائم کا بنا ہوا ہے۔اُس کی کوئی توسیع نہیں کی گئی ہے۔اب اِس کے لئے بائی پاس بھی اگر نہ ہوا اور وہی شہر کا

راستہ تمام استعمال کریں اور آپ کا یہ ضلع وہ کوئی دوسرے بارڈر کے ساتھ ٹچ کرتا ہو تو یقیناً یہ فضل قادر نہیں یہ تمام بلوچستان بالخصوص یہ ٹرانسپورٹ حضرات کے لئے یا آپکے پھلوں کا جو سیزن آتا ہے، یہاں انگور اور سیب کا سیزن آتا ہے یا خدانخواستہ کوئی اور ایسے آئیٹم میوہ جات ہیں تو یہاں سے ٹرانزٹ یہاں سے import,export کی بڑی ایک آمدرفت ہے ، یہ بڑے انتہائی حامل کی ایک قرارداد ہے آپ سے ریکوئسٹ کی جاتی ہے ہم اس کی حمایت کرتے ہیں اور یہ بڑی اچھی قرارداد پیش کی ہے۔

جناب اسپیکر: thank you ۔آیا قرارداد نمبر 37 منظور کی جائے

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 37 منظور ہوئی۔

جناب اسپیکر: جناب فضل قادر مندوخیل صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر **41** پیش کریں۔

حاجی فضل قادر مندوخیل: شکریہ جناب اسپیکر۔ ہرگاہ کہ حکومت بلوچستان محکمہ بلدیات و دیہی ترقی نے مورخہ 21 جنوری 2021ء کو پیدائش کے اندراج کا جدول اور فیس مقرر کرنے کی بابت ایک نوٹیفکیشن جاری کیا ہے۔ جس کے تحت لیٹ اندراج کی صورت میں دس سال سے زائد اور بیس سال سے کم چیئرمین، ایڈمنسٹریٹر مقامی کونسل بعد از تصدیق رہائش بتوسط متعلقہ اسسٹنٹ کمشنر اور تعیناتی عمر متعلقہ میڈیکل سپرنٹنڈنٹ DHQ ہسپتال جبکہ 20 سال سے زائد ہونے پر درخواست دہندہ سے سول جج کی عدالت سے رجوع کریگا مذکورہ نوٹیفکشن کے اجراء سے صوبے کے لوگوں کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ چونکہ صوبے کے عوام کی اکثریت غریب آبادی پر مشتمل ہے اور ان کے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ وہ سول جج کی عدالت میں اپنی درخواستیں دائر کرنے کی بابت وکلاء کی خدمات حاصل کرسکیں۔ لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وہ لیٹ اندراج کے لئے 20 سال کے بجائے 30 سال کرنے اور سول جج کی بجائے اختیارات چیئرمین، ایڈمنسٹریٹر مقامی کونسل کو تفویض کرنے کی بابت ضروری اقدامات اُٹھانے کو یقینی بنائے۔ تاکہ صوبہ کے عوام میں پائی جانے والی بے چینی کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 41 پیش ہوئی۔ کیا محرک اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

حاجی فضل قادر مندوخیل: جناب اسپیکر! ہم بلوچستان والے سارے قبائیلی علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہمارے ایسے بزرگ ہیں جو گھر کے بڑے ہیں جو گزر گئے ہیں لیکن اُنہوں نے ابھی تک شناختی کارڈ نہیں بنایا ہے۔ کیونکہ وہ اُدھر پہاڑوں اور میں گاؤں میں رہتے ہیں۔ ابھی حکومت نے ایک نوٹیفکیشن نکالا ہے کہ اٹھارہ سال کے بعد اگر دس یا بیس سال جس کی عمر ہوگی، وہ کسی بھی چیئرمین سے یا ڈی ایچ کیو کے ڈی ایچ او سے وہ اپنے یہ confirmation کرسکتا ہے۔ کاغذات attest کرواسکتے ہیں اُسکا شناختی کارڈ بن سکتا ہے۔ لیکن اگر یہ بیس سال کے عرصے سے زیادہ ہو چکا ہو تو اُس

کوعدالت سے رجوع کرنا پڑیگا۔ایک آدمی گاؤں میں رہتا ہے اُس کی نہ کوئی تعلیم ہے نہ اُس نے آج تک شہر دیکھا ہے نہ ضلع دفتر، نہ ہی کچہری، نہ ہی کورٹ۔اور پھر وہ غریب لوگ ہیں وکیل کی فیس کون برداشت کرسکتا ہے۔ایک شناختی کارڈ کا ایک وکیل کو چالیس ہزار،تیس ہزار دینی ہوگی تو یہ گاؤں کا ایک بندہ غریب وہ کہاں سے یہ پیسے پورے کریگا لہٰذا ہم کہتے ہیں کہ یہ بیس سال کا عرصہ تیس سال کیا جائے اور اگر عدالت سے ان کو چھٹکارا مل جائے ایڈمنسٹریٹر یا چیئرمین یا ڈسٹرکٹ چیئرمین،لوکل گورنمنٹ چیئرمین،سٹی کا چیئرمین یا ڈی سی کو یہ اختیارات دیئے جائیں کہ وہ ان کی یہ confirmation attested کردیں۔

جناب اسپیکر: کوئی اور محرک اس پر بولنا چاہے گا،ok۔آیا قرارداد نمبر 41 منظور کی جائے؟

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 41 منظور ہوئی۔

جناب اسپیکر: میر زابد علی ریکی صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر **42** پیش کریں۔

میر زابد علی ریکی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔Thank you جناب اسپیکر صاحب۔ ہرگاہ کہ حلقہ NA.260 رخشان ڈویژن جو رقبہ اور آبادی کے لحاظ سے بلوچستان کا سب سے بڑا قومی اسمبلی کا حلقہ ہے اور رخشان ڈویژن پسماندہ ترین علاقوں میں مشتمل ڈویژن ہے۔ یہاں کے عوام غربت اور پسماندگی کی زندگی گزار رہے ہیں۔اسلئے ضروری ہے کہ رخشان ڈویژن جو کہ قومی اسمبلی کے ایک حلقے پر مشتمل ہے۔قومی اسمبلی کے دو حلقوں پر بنانا از حد ضروری ہے۔لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ قومی اسمبلی کے حلقہ NA.260 واشک،خاران،نوشکی اور چاغی پر مشتمل ہے،قومی اسمبلی کے دو حلقے کرنے کی منظوری دینے کی بابت عملی اقدامات اٹھانے کو یقینی بنائے تاکہ اس علاقے کے لوگوں میں پائی جانی والی بے چینی واحساس محروی کا خاتمہ ممکن ہوسکے۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 42 پیش ہوئی وضاحت فرمایئے پلیز۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! سب سے پہلے مَیں آپ کو اپنے رخشان ڈویژن کی دعوت دینا چاہتا ہوں آپ اس وقت بلوچستان اسمبلی کے اسپیکر ہیں میں آپ کو دعوت دینا چاہتا ہوں آپ، وزیر اعلیٰ بلوچستان سے اُسکے ہیلی یا جو سہولت ہوسکے آپ آجائیں۔ یہ حلقہ جناب اسپیکر صاحب! چاہے جو بھی ایم این اے ہو، چاہے وہ مسلم لیگ (ن) سے ہو اگر وہ اس سیٹ سے کامیاب ہو جائے، چاہے جمعیت العلمائے اسلام ہو، چاہے پیپلز پارٹی ہو، چاہے جو بھی ہو جناب اسپیکر صاحب! یہ پورا کے پی کے کی طرح یہ حلقہ NA.260 قومی اسمبلی اتنا وسیع ہے میرے خیال سے جو ایم این اے بنے میرے خیال سے وہ اِن پانچ سالوں میں میرے خیال سے ناممکن ہے کہ ایک ڈسٹرکٹ کو cover کرسکے۔ان چار ڈسٹرکٹس میں بڑا ڈسٹرکٹ اسمیں واشک جناب اسپیکر صاحب! آپ کا آوران سے لیکر دوسرا آپ کا ایران تک ہے۔ یہ

واشک اور چاغی کو بھی دیکھ لیں آپ map میں دیکھ لیں جناب اسپیکر صاحب! یہ بہت بڑے بڑے حلقے ہیں۔ تو اسی حوالے سے میں یہ قرارداد لایا ہو کہ یہ قرارداد وفاق میں جائے، کم از کم ہمارے ڈاکٹر مالک صاحب نے بھی اِن علاقوں میں سفر بھی کیا ہوا ہے انکی وہاں پارٹی بھی ہے، نوشکی، چاغی اور واشک میں۔ مَیں بھی اُسے یہ کہتا ہوں اس قرارداد میں وہ بھی اس میں اپنی بات کرلیں۔ کیونکہ اُس بات میں وزن بھی ہوگا۔ یہ وفاق تک بھی جائے گی، جناب اسپیکر صاحب! باقی بات رہ گئی خاران کی ہمارے منسٹر شعیب جان تعلق رکھتے ہیں۔ نوشکی سے ہمارے ایم پی اے غلام دستگیر صاحب ہیں۔ چاغی سے ہیں صادق سنجرانی وہ یہاں نہیں ہے۔ تو میں ان دونوں سے بھی یہی کہنا چاہتا ہوں کہ اس قرارداد پر بات بھی کریں۔ یہ قرارداد عوام کے فائدے کے لئے ہے۔ اگر یہ حلقہ جناب اسپیکر صاحب! NA کے دو حلقے ہوں گے۔ تو فائدہ ہوگا جو ایم این اے ہوگا کم از کم علاقے میں خوشی ہو، غم ہو، ڈیولپمنٹ ہو جو بھی ہو وہ کم از کم علاقے تک پہنچ بھی سکے گی۔ اور علاقے کی ترقی اور علاقے کا جو بھی ہو سکے گا کم از کم علاقے کے عوام اُس سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔ ابھی اندازہ لگائیں جناب اسپیکر صاحب! آج کل جو بھی ایم این اے آتے ہیں۔ میں نہیں کہتا ہوں وہ جو بھی ہیں مگر اسے کہتے ہیں کہ آپ فاتحہ خوانی میں یا خوشی میں۔ کہتا ہے کہ بھئی حلقہ بہت بڑا ہے ہم نہیں آسکتے ہیں چاہے سابق ایم این اے ہوں چاہے آپ کا جو موجودہ جو صوبائی امیدوار جتنے ہیں جناب اسپیکر صاحب ان علاقوں میں گھومنا پھرنا بہت مشکل ہے جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: آبادی کتنی ہے؟

میر زابد علی ریکی: سر اسکی آبادی تین لاکھ جناب اسپیکر صاحب واشک ہے۔ تین لاکھ آپ کا خاران ہے۔ تین لاکھ آپ کا لمسم نوشکی ہے اور تین لاکھ کچھ آپ کا چاغی ہے۔

جناب اسپیکر: یہ تو ویسے بھی دو حلقے بنتے ہیں۔

میر زابد علی ریکی: جی ہاں۔ میں اسی حوالے سے کہتا ہوں جناب اسپیکر صاحب! انشاء اللہ اس میں ہمارے سارے دوست بیٹھے ہیں۔ جیئے بھٹو بھی بیٹھے ہیں پیپلز پارٹی کے یہاں وہاں وہ اپنی رائے دے دیں اُن سے بھی یہی توقع ہے کہ وہ بھی اس پر بات کریں اور اس قرارداد کی بھرپور حمایت کریں۔ یہ قرارداد عوام کی ہے یہ زابد یا جمعیت العلمائے اسلام کے فائدے کے لئے نہیں ہے جو بھی ہو سکے welcome ہے جو بھی آسکے آل پارٹیز کو دعوت دیتے ہوں دو ایم این اے ہونگے اُس میں کام بھی ہوں گے Thank you جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: اچھی بات ہے Thank you۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: شکریہ سر! actually sir ہم اپنے ساتھ خود زیادتی کرتے ہیں۔ پچھلی مردم شماری

میں ہم نے بہت خواری کی۔لوگوں نے پشتون بیلٹ، بلوچ بیلٹ میں اندراج کروائے۔اور ہماری دو قومی اسمبلی کی سیٹیں بڑھ گئیں 86 بلکہ زیادہ، 86 لاکھ ہمارے جو census میں جو لوگ تھے وہ کاٹ دیئے گئے۔میں census کمشنر سے لڑا۔لیکن بدقسمتی سے Without mentioning any name جو پچھلی گورنمنٹ نے، اُس نے اِتنا compromise کیا۔مَیں نے request کی میں نے کہا کہ ہم نے اس پر بہت خواری کی ہے۔آپ اسکو Withdraw نہیں کریں سی سی آئی میں۔ 86 لاکھ ہمارے Withdraw ہوگئے اور اسکی وجہ سے کم از کم دو سے تین سیٹیں ہماری کم ہوگئیں۔تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے مسلم لیگ (ن) سے بھی بات کی پیپلز پارٹی سے بھی بات کی، کئی discussions ہوئیں کہ دیکھیں آپ جو ہمارے فیڈرل کا جو اسڑکچر ہے اُسمیں بلوچستان نہیں ہے۔اب پندرہ سیٹوں کے لئے جیسے میر صاحب نے کہا کہ ہم ایک ایک ہزار کلومیٹر تک جاتے ہیں ایک سیٹ کے لئے۔ feasible نہیں ہے۔لیکن ایمانداری سے ہمیں کہنا پڑتا ہے کہ بلوچستان کے اِس ایشو کو فیڈرل لیول پر ایڈجسٹ نہیں کیا گیا ہے۔بلکہ اُلٹا ہمارے 86 لاکھ لوگ، اُن کو delete کیا ہماری آبادی کوئی دو کروڑ پلس میں جارہی تھی۔کیونکہ مَیں خود census کو مانیٹر کررہا تھا پارٹی کی طرف سے اور اس دفعہ تمام لوگوں نے اچھے خاصے نام بھی لکھوائے۔لیکن آج بھی میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کے ہر علاقے میں اضافی قومی اسمبلی کی سیٹوں کی ضرورت ہے۔صوبائی اسمبلی کی ضرورت ہے۔اب فیڈرل گورنمنٹ سے جو بھی ہم بات کرتے ہیں وہ صوبے کے لئے تیار ہیں قومی اسمبلی کے تیار نہیں ہیں۔ہم کہتے ہیں کہ ہمارا مسئلہ تو قومی ہے صوبائی میں چلو ہم آپس میں لڑتے رہتے ہیں کہ یہاں ہم 65 کے بجائے 90 بھی ہوجائیں۔ دیکھیں وہاں جب تک ہماری تعداد نہیں بڑھے گی سر! یہ بہت political dession ہے جس طرح اٹھارہویں ترمیم میں ہمیں رعایت دی گئی اسی طرح ہم اپنی کوشش کریں۔جو فیڈرل جماعتیں وہ اپنی کوشش کریں۔چیف منسٹر صاحب۔اِس پر تاکہ بلوچستان کی جو ریاست کے ساتھ جو ایک آواز ہے اُسمیں کوئی توانائی آجائے۔ابھی تو دو سیٹیں آپ لے جاتے ہیں دو سیٹیں وہ لے جاتے ہیں دو سیٹیں میں لے جاتا ہوں۔اس سے وہ نہیں ہوگا۔میں میر صاحب کی اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ اور یہ بھی کہتا ہوں کہ تمام جو ہمارے بڑے بڑے اضلاع ہیں اُن میں ہمیں مزید سیٹیں دی جائیں۔Special consider کریں ہمیں۔Thank you جناب اسپیکر

جناب اسپیکر: شکریہ ڈاکٹر صاحب۔جی دستگیر بادینی صاحب۔

حاجی غلام دستگیر بادینی: سر! قرارداد سے پہلے ایک issue ہے

جناب اسپیکر: نہیں آپ قرارداد پر بولیں issue پر آپ قرارداد کے دوران نہیں بول سکتے۔

حاجی غلام دستگیر بادینی: نہیں یہ صرف شہداء ہیں۔

جناب اسپیکر: وہ بعد میں۔

حاجی غلام دستگیر بادینی: یہ صرف request ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں، وہ بول نہیں سکتے، وہ رولز کی خلاف ورزی ہو جائے گی۔ اُس کو رکھیں قرارداد پر آ جائیں وہ اُس کے بعد آپ کو ٹائم دیں گے۔

حاجی غلام دستگیر بادینی: جناب اسپیکر صاحب شکریہ۔ جیسے میرے دوست حاجی زاہد صاحب نے بات کی ہے، جناب اسپیکر! پاکستان کا تقریباً کوئی 44 پرسنٹ area covered ہے۔ تو جناب اسپیکر صاحب! اگر Division wise اگر آپ پاکستان کا سب سے بڑا جو ڈویژن ہے وہ رخشان ڈویژن ہے۔ اگر جناب اسپیکر صاحب district wise آئیں گے تو پاکستان کا سب سے بڑا ڈسٹرکٹ چاغی اور واشک آتے ہیں فرسٹ اور سیکنڈ نمبر پر۔ تو جیسے میرے فاضل دوست جناب زاہد صاحب نے میں اِس قرارداد پر نوشکی چاغی خاران اور واشک جناب اسپیکر صاحب! آپ یقین کریں ایک MNA کو پانچ سال میں اگر پانچ سال دیئے جائیں وہ کم از کم میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ اِس دویژن کو village to village وہ نہیں پہنچ village to village، وہ door to door تو بہت دُور کی بات ہے سکتا ہے تو میری گزارش یہ ہے جناب اسپیکر صاحب population wise حاجی زاہد صاحب نے آپ کے ساتھ population بھی share کی اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہاں اِتنے بڑے ڈسٹرکٹس ہیں اور دور دراز areas ہیں۔ رخشان ڈویژن is equal to KPK تقریباً کوئی KPK جتنا رخشان ڈویژن ایک ڈویژن بلوچستان کا KPK جتنا ایک صوبہ ہے ہمارا ایک ڈویژن ہے۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ اِس ڈویژن کو جیسے اِنہوں نے رخشان ڈویژن کے MNA کا حوالہ دیا، MNA کی ایک سیٹ ہے۔ اور ایک سیٹ پر چار ڈسٹرکٹس ہیں۔ واشک، چاغی، خاران، اور نوشکی ہیں، یہ فنڈز جو ہیں share کرنا دُور کی بات اور وہ وہاں visit نہیں کر سکتا۔ جب visit نہیں کر سکتا ہے تو مَیں سمجھتا ہوں کہ اُس کو عوامی مسائل کا اندازہ ہی نہیں ہو گا کہ عوام کی demands کیا ہیں۔ تو جناب اسپیکر صاحب! یہ چار ڈسٹرکٹس پر آپ سے request یہ ہے کہ جیسے ہمارے محترم ہمارے سینئر، ڈاکٹر صاحب نے اپنے اچھے words share کیئے ہیں تو کم از کم مَیں سمجھتا ہوں کہ ایک طرف ایران، ایک طرف افغانستان کا ایک بہت بڑا ایبلٹ ہے تو اِس کو دو جگہ divide کیا جائے اِس کے نیشنل اسمبلی کے ایک حلقے کو دو کیا جائے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ آج کل کے جو بلوچستان کے حالات ہیں جو بیروزگاری ہے یا فنڈز کی جو میں نے کہا وہاں تک پہنچنے میں ٹائم لگتا ہے اُس قومی اسمبلی کے ممبر کو وہاں پہنچنے میں ٹائم لگتا ہے، اُس کو سمجھنے میں ٹائم لگتا ہے تو اِسی طرح ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ صوبائی اسمبلی، مَیں سمجھتا ہوں نیشنل اسمبلی کی ہماری سیٹیں دو ہونی چاہیے۔

جناب اسپیکر: آپ اِس کی حمایت کرتے ہیں۔

حاجی غلام دستگیر بادینی: جی جناب اسپیکر! میں اِس کی حمایت کرتا ہوں۔thank you جی۔

جناب اسپیکر: جی۔Minister Finance

میر شعیب نوشیروانی (وزیر خزانہ): شکریہ جناب اسپیکر! میں اپنے بھائی حاجی زاہد صاحب کی اِس قرارداد کے ساتھ مکمل طور پر متفق ہوں دوستوں نے بڑی اچھی بات کی ڈاکٹر صاحب نے بھی حوالہ دیا کہ Council of Common Interest میں جو معاملہ لے گئے تھے کیونکہ ہمارا اپنا بھی جو concern ہے census ہوئی تھی اُس میں ہمارے خاران کے بھی کافی نام کاٹے گئے واشک کے بھی نام کاٹے گئے پورے ڈویژن کے نام کاٹے گئے۔اگر وہ نام نہ کاٹے جاتے census ایک انصاف کے مطابق اور اصولوں کے مطابق اور وہ جو محنت اور کوشش کی گئی تھی تو اُس کے مطابق کی جاتی تو شائد یہ دو تین سیٹیوں میں جا کر تقسیم ہوتا۔لیکن وہ نہ ہو سکا بد قسمتی سے جو ہماری population ہے وہ تقریباً دس لاکھ کے آس پاس آ کر اس ڈویژن کی رکھ دی گئی۔تھوڑی سی اِس قرارداد کی support میں یہ تھوڑا سا سامنے رکھنا چاہوں گا کہ out of جو ٹوٹل اسمبلی کی جنرل نشستیں ہیں 272, ۔پندرہ تقریباً reserve and general کے ساتھ ملا کر وہ بلوچستان کے ہیں جبکہ بلوچستان کا ٹوٹل رقبہ 3 لاکھ 47 ہزار کے قریب بنتا ہے 44% جو population ہے پاکستان کی۔ٹوٹل 8 لاکھ 80 یا 81 ہزار اسکوائر کلومیٹر کے ساتھ ملا کر۔ابھی اتنا بڑا area جس میں 3 لاکھ 47 ہزار اگر یہ بلوچستان کا پاکستان سے کاٹ دیں گے 44% ہو جائے گا،اور اگر صرف رخشان کا نکال لیں گے جو 98000 ہے تقریباً ایک لاکھ اسکوائر کلومیٹر ہیں جو کہ KPK صوبے کے برابر ہے۔ایک صوبے کے برابر ایک قومی اسمبلی کا حلقہ،اُس کا ایک MNA،اُسکے لیے یا تو اُس کو دو سیٹیں کر دی جائیں یا جو الیکشن میں nomination بنیں گئے کوئی candidate آئے گا اُس کو ایک ہیلی کا پٹر دی جائے۔تب جا کر وہ الیکشن campaign کر سکے گا۔تو میری یہ ایک درخواست ہے اور یہ بہت valid ہے اس کے علاوہ پورے بلوچستان کا overall جو ہے یہ census کے حوالے سے جو کہ ڈاکٹر صاحب نے تحفظات کا اظہار کیا ہے یہ ہم سب کے تحفظات ہیں census کے حوالے سے۔ اُس کا proper اُس کو revisit کیا جائے دیکھا جائے اُسکے accordingly جو ہیں وہ population کے accordingly جو ہیں وہ grant کی جائیں ہمیں سیٹیں تا کہ اُس کا فائدہ ہمیں ہو سکے۔

جناب اسپیکر: Thank you ۔جی علی مدد جتک صاحب۔

حاجی علی مدد جتک: جناب اسپیکر! میں حاجی زاہد علی ریکی صاحب کی قرارداد کی حمایت کرتا ہوں کیونکہ رخشان ڈویژن اتنا بڑا ہے جیسا کہ چار ہمارے MPA ہیں جبکہ ایک MNA ہے۔ اور KPK کے برابر۔میں تو سمجھتا ہوں کہ دو کے

بجائے اِس کو تین کیا جائے جتنے زیادہ ہوں گے اتنا ہمارے صوبے کا valueاور لوگ ترقی کریں گے۔ تو میں انشاء اللہ وتعالیٰ ہماری پارٹی ہمارے دوست سب اِس قرارداد کی ہم حمایت کرتے ہیں کہ کم سے کم بلوچستان کے جو قومی اسمبلی کی سیٹیں ابھی کوئٹہ کو دیکھیں 30 لاکھ سے اوپر ہے اُس کی تین ہیں۔ آپ ژوب کو دیکھیں ہر جگہ کو دیکھیں ٹوٹل ہمارے بلوچستان کے 14 ہیں۔ تو کم سے کم without مخصوص؟ اُس کے ساتھ ٹھیک ہے؟ میں تو سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کے قومی اسمبلی کی 25 سے 30 سیٹیں ہونی چاہیے۔ مَیں مکمل حمایت کرتا ہوں آپ کی اِنشاء اللہ۔

جناب اسپیکر: .thank you آیا قرارداد نمبر 42 منظور کی جائے؟

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 42 منظور ہوئی۔

جناب اسپیکر: جناب اصغر علی ترین صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر **43** پیش کریں۔

حاجی اصغر علی ترین: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ قرارداد نمبر 43۔ ہرگاہ کہ صوبہ بلوچستان کے مرکزی شہر کوئٹہ میں مورخہ 27 مارچ 2025ء کو بڑیچ مارکیٹ کے سامنے گزرنے والی پولیس موبائل وین کے قریب ایک زوردار دھماکہ ہوا جس کے نتیجے میں پولیس اہلکار اور دیگر معصوم شہریوں کو کافی نقصان پہنچا۔ اِس دھماکے میں کئی معصوم اور بیگناہ افراد نے جام شہادت نوش کی۔ اِس دھماکے کی زد میں آ کر بلوچستان کے ایک مایہ ناز ڈاکٹر مہر اللہ خان ترین، ماہر امراض کینسر بھی شہید ہوئے۔ اِن کی شہادت سے صوبے کو طب کے شعبے میں بے حد نقصان ہوا۔ یقیناً ڈاکٹر مہر اللہ خان ترین صوبے کے غریب اور نادار مریضوں کے لیے اِن کی گراں قدر خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ ڈاکٹر مہر اللہ خان ترین کو سرکاری سطح پر شہید declare کیا جائے۔ اور اُن کی اعلیٰ قابلیت وصلاحیت اور صوبے کے لیے گراں قدر خدمات کے اعتراف میں صوبے میں نئے تعمیر ہونے والے کینسر ہسپتال کو بھی اِنکے نام شہید ڈاکٹر مہر اللہ خان ترین کینسر ہسپتال سے منسوب کیا جائے۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 43 پیش ہوئی، وضاحت فرمائیے پلیز۔

حاجی اصغر علی ترین: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! یقیناً جو ایک دردناک واقعہ پیش آیا 27 مارچ کو ایک دھماکہ ہوا بڑیچ مارکیٹ کے قریب ایک پولیس موبائل وین کو نشانہ بنایا گیا۔ جس میں شہادتیں بھی ہوئیں۔ اُس میں پولیس افسران بھی شہید ہوئے۔ اور کچھ لوگ بھی شہید ہوئے۔ اُس کی زد میں ایک ڈاکٹر مہر اللہ صاحب تھے جن کا تعلق پشین سے تھا اور وہ کینسر میں کافی اُن کی خدمات تھیں کینسر کے حوالے سے۔ بلوچستان میں اگر دیکھا جائے تو اگر ہم یہاں ڈاکٹرز پیدا ہوتے ہیں یہاں بلوچستان میں یا انجینئرز پیدا ہوتے ہیں یا وکلاء پیداء ہوتے ہیں اُن کی تعداد بڑی کم ہوتی ہے۔ اور بالخصوص وہ، وہ لوگ جو اپنے شعبے میں بڑے ماہر ہوتے ہیں اُن کی تعداد بہت کم ہوتی ہے ابھی اگر آپ ڈاکٹر مہر اللہ خان ترین صاحب کی

خدمات اُٹھائیں، جناب اسپیکر صاحب! بلوچستان میں کینسر کے حوالے سے کہ جو کینسر کے patients کو deal کرتے ہیں میرے خیال سے ڈاکٹر مہر اللہ خان شہید سے اعلیٰ کوئی ڈاکٹر یہاں بلوچستان میں اور نہیں ہے۔ اِن کی خدمات اِس قدر ہیں کہ آپ یقین جانئے کہ ہم فاتحہ میں بیٹھے ہوئے تھے، بلوچ belt سے بھی لوگ آرہے تھے، پشتون belt سے بھی لوگ آرہے تھے، اردو speaking بھی آرہے تھے۔ اُن کا یہ کہنا تھا کہ ہم ڈاکٹر صاحب کے پاس گئے اپنے والد کو لے کے اپنے والدہ کو لے کے اپنے patient کو لے کے، اُن کی وہ اپنی صلاحیت اتنی مضبوط تھی اپنے کینسر کے حوالے سے اُن کے پاس اتنی مہارت تھی کہ کوئی بھی اگر کسی stage کے اوپر اگر کوئی patient اِن کے پاس چلا جائے تو الحمدُ للہ کہتا ہے 90% جو patient ہیں اُنہوں نے recover کیا ہے تو اِن کی بڑی خدمات تھیں اور یقیناً یہ بلوچستان کے لیے ایک بہت، بہت بڑا نقصان ہوا بلوچستان کا بالخصوص health کے شعبہ میں کہ اِس جیسے ڈاکٹر کی شہید ہونا اور اِس جیسے جو ایک، ایک جو کینسر کے مریضوں کے ساتھ اُن کے، اُن کو شِفاء دلوانا ہوں کہ اُن کے، علاج وہ کرنا یہ بڑا مشکل ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! مجھے ڈاکٹر مہر اللہ خان شہید کے بھائی بتا رہے تھے کہ جب انہوں نے ڈگری لی، جب اِنہوں نے ہیلتھ میں اپنی ڈگریاں فائنل کیں تو جس ٹائم اُس کے جو اُستاد محترم ڈاکٹر صاحب جو ڈگری دے رہے تھے تو اُنہوں نے کہا کہ ڈاکٹر مہر اللہ! مَیں ایک آپ سے question کرنا چاہتا ہوں میری ایک گزارش ہے۔ تو اُنہوں نے کہا جی فرمائیے۔ اُنہوں نے کہا میں ایک شرط میں آپ کو ڈگری دوں گا کہ آپ اپنی جو خدمات ہیں وہ بلوچستان میں سرانجام دیں گے۔ اُنہوں نے کہا تھا کہ دیکھیں میرا ذہن یہ ہے میں اسلام آباد میں settle ہوا ہوں میری فیملی، بچے سب اسلام آباد میں ہیں تو میں نے اور فیملی نے یہ planning کی ہے کہ ہم اسلام آباد میں رہیں گے۔ اور یہاں یہ اپنے جو خدمات ہیں وہ سرانجام دیں گے۔ اب چونکہ آپ اُستاد ہیں آپ سے ہم سیکھے ہیں پڑھے ہیں اور اِس شعبے میں ہم نے کافی آپ سے علم حاصل کیا ہے تو میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں بلوچستان میں جا کے میں اپنی جو صلاحیتیں ہیں وہ سرانجام دوں گا۔ اِس کے ساتھ اُن کے بھائی نے فرمایا کہ اُنہوں نے کہا کہ باہر دبئی کے ممالک سے اور سعودی عرب کے ممالک سے ایک بہت بڑی offer اِن کو آئی کہ جی آپ آجائیں آپ کو اتنی ہم تنخواہ اور مراعات دیں گے آپ کو ہم گھر بھی دیں گے، facilitation دیں گے اور آنے جانے کے لیے پاکستان ticketing اور یہ وہ چھٹیاں مطلب کافی facilitate جو یہاں ایک بندہ ایک سال میں کماتا ہے وہاں ایک مہینے میں، اُن کو آفر دی جاتی لیکن even then اُنہوں نے کہا نہیں جی بلوچستان میرا وطن ہے میرے علاقہ ہے میں یہاں اپنی duty سرانجام دوں گا تو جناب اسپیکر صاحب! نقصان اُن کو بڑا ہوا ہے۔ ایک تو ہمارا مطالبہ حکومت سے یہ ہے کہ ڈاکٹر مہر اللہ کو شہید declare کیا جائے۔ دوسرا یہ ہے کہ بلوچستان میں Cancer Hospital بنایا جارہا ہے اُس کینسر ہاسپٹل کو ڈاکٹر مہر اللہ شہید کے نام سے

منسوب کیا جائے۔ اُن کے نام پر یہ کینسر ہاسپٹل رکھا جائے اس لیے تاکہ اِس جیسے لوگوں کی، دیکھیں! اب اِن کی فیملی ہے اِن کے بچے ہیں اب اِن کو یہ معلوم نہیں ہے کہ مجھے یہ، اِن کے بھائی پوچھ رہے تھے مجھ سے کہ ہمیں یہ نہیں معلوم ہے کہ ہمیں کیوں مارا گیا ہے؟ ہمارے بھائی کو کیوں مارا گیا؟ اُن کے بچے پوچھتے ہیں کہ بھئی میرے father کو میرے والد کو کیوں مارا گیا؟ کیا گناہ تھا اُن کا؟ اُن دہشتگردوں نے یہ بھی نہیں سوچا کہ جب اُنہوں نے یہ blast کیا کہ اِن کی فیملی اِن کے بچوں پر کیا بیتے گی کیا جائے گی اُن پر؟ اور یہ جو مسیحا ہے ہزاروں لوگوں کا جس کی یہ کینسر کے ساتھ یہ لڑ رہا ہے جھگڑ رہا ہے، ہر patient کو deal کر رہا ہے تو اِن کا پھر مسیحا کون بنے گا؟ اِن پر کون، بلوچستان میں ہے یہ capacity کے ایسے ڈاکٹرز دوبارہ ہم پیدا کیئے جائیں؟ اتنی قابلیت ہم لوگوں میں ہے؟ بڑے کم شعبے میں ہمارے پاس ایسے ڈاکٹرز ہیں یا ایسی انجینئرز ہیں یا ایسے پروفیسرز ہیں یا ایسے وکلاء ہیں جو کہ بڑے کم ہیں۔تو جناب اسپیکر صاحب! یقیناً اُن کی تو بھئی high level پر میں پریس کانفرنس کروں گا کہ میں اُن میں ایک مطالبہ رکھوں گا کہ بھائی میرا قصور کیا ہے؟ مجھے اپنا قصور بتایا جائے۔ کہتے ہیں اُن کے بچے پوچھتے ہیں اِن سے، حکومت سے پوچھتے ہیں، ہم سے پوچھتے ہیں آپ سے پوچھتے ہیں کہ بھئی ہمارا قصور کیا ہے؟ کہ ہمارے والد کو ایک دہشتگردی کا نشانہ بنا کے اُن کو شہید کیا گیا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! یقیناً اِس طرح کہ واقعات نہیں ہونے چاہیے۔ اِسکی روکتام کے لیے بھی حکومت کو اقدامات اُٹھانے چاہیے۔اور جناب اسپیکر صاحب! ایک اِن کے لیے حوصلہ افزائی کے لیے اِن کے بچوں اور فیملی کے لیے یہ جو کینسر ہسپتال بلوچستان حکومت بنا رہی ہے، اِس کو ڈاکٹر مہر اللہ شہید کے نام سے منسوب کیا جائے تاکہ کم از کم حکومت اور کچھ نہ کر سکے، کم از کم اِن کو تو ہم یاد رکھ سکیں۔ اِس بلڈنگ کے توسط سے اِس نام کے توسط سے کم از کم اُن کی خدمات کو اگر ہم کسی طرح نہ بھلائیں یا د رکھا جائے تو وہ ایک یہ ہے۔تو مَیں اپنے دوستوں سے request کرتا ہوں بالخصوص حکومتی benches سے شعیب جان چلے گئے ہیں اب اپنا جتک صاحب بیٹھے ہوئے ہیں کہ kindly اِس پر وہ کر رہے ہیں اور اِس کو serious لیں۔اور شہید declare کیا جائے۔اور جو کینسر ہسپتال بنا رہے ہیں اُن کو ڈاکٹر میر اللہ ترین شہید کے نام سے ڈکلیئر کیا گیا۔شکریہ جناب اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: ڈاکٹر صاحب! اِسی پر بات کرنی ہے؟ قرارداد پر بولنا چاہتے ہیں؟.ok

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: مَیں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب، لیکن کچھ specialities ہیں، ہم جانتے ہیں، میڈیکل میں oncology کے یا cardiac surgery کے ہمارے پاس یا neuro surgery کے بہت کم ڈاکٹرز ہیں۔ مہر اللہ کی شہادت سے کوئٹہ میں سر! ایک بہت بڑا خلا آ گیا ہے۔ اور دو تین ہمارے cardiac surgeons بھی چلے گئے ہیں۔ گورنمنٹ سے میں خیر ابھی تو چیف منسٹر صاحب نہیں ہیں آپ Custodian بیٹھے

ہوئے ہیں سر! آپ اپنے لوگوں کو brain drain سے روکیں۔ اب یقین کریں ابھی دو cardiac surgeon چلے گئے UK میں، کوئٹہ سے۔ اسی طرح یہ oncologist جو شہید ہو گئے۔ اب اِن کے بچوں کو کون سہارا دے گا؟ اُس نے اب ہمیں پتہ ہے یہ cardialogy, neurology اور oncology میں، اِن میں FCPS کتنا مشکل ہے۔ آپ کا یہ جو CSS ہے اتنا مشکل نہیں ہے سر! جتنا ہمارا یہ FCPS مشکل ہے۔ تو میں اِس کی حمایت کرتا ہوں۔ دوسری سر! میں یہ تھوڑا سا آپ دوستوں کی خدمت میں ایک بات شعیب جان چلے گئے۔ ہم کہتے ہیں بلوچستان رقبے میں 44% ہے میں کہتا ہوں اگر آپ اپنے سمندر کو ساتھ ملا لیں جو کہ وہ کہتے ہیں 700 nautical miles ہیں۔ لیکن ہمارے حساب سے ہماری سمندر 1100 nautical miles تو اگر سمندر کو ہم ملا لیں یہ بلوچستان 48% پر جائے گا سر! اب پتہ نہیں دنیا میں criteria کیا ہے سمندر شامل ہیں یا شامل نہیں ہیں کیونکہ 15 nautical miles تک تو ہماری ہے، صوبے کی ہے اِس کے بعد پھر نیشنل ہوگا پھر انٹرنیشنل ہوگا تو اِتنی بڑی 48% رقبے کو آپ معمولی نمائندگی دے کے یہاں محرومیوں کو ختم نہیں کر سکتے ہیں۔ تو مَیں اِس قرارداد کی بھی حمایت کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر میرا statement ٹھیک ہے تو P & D ڈیپارٹمنٹ یا ہماری گورنمنٹ اِسکو re-assess کریں۔ اور آپ فیڈرل گورنمنٹ سے کہیں کہ جی آپ لوگ جو quote کرتے ہیں۔ May be میرے assessment غلط ہیں تو مجھے بتایا جائے کہ آپکے assessment غلط ہیں ہم land کو لیتے ہیں sea کو نہیں لیتے ہیں۔ 15 ناٹیکل میل 11plus اُسکے حساب سے آپ دے دیں تو That will go upto 48%. شکریہ۔

جناب اسپیکر: Thank you۔ جی ڈاکٹر نواز صاحب۔ مختصر کریں ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: جناب اسپیکر صاحب! مَیں اصغر ترین کے اِس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ اور مَیں یہ بتانا چاہتا ہوں اِس ایوان کو کہ ڈاکٹر مہر اللہ صاحب کو مَیں بہت ہی نزدیک سے جانتا ہوں۔ وہ ایک شریف النفس انسان تھے۔ مَیں کہتا ہوں کہ پورے ملک کے level پر ایک اعلیٰ ترین ڈاکٹر تھے اور جو خدمات اُس نے دی ہیں ہمارے صوبے میں، مَیں اُس کو بخوبی جانتا ہوں۔ وہ مریضوں سے اپنے بچوں کی طرح وہ ملتے تھے۔ اُن سے پیار کرتے تھے۔ اور وہ جتنی بھی شدید بیماری میں مبتلا ہوتے تھے اُن کو تسلی دیتے تھے۔ اور مریض کی حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ جناب اسپیکر صاحب! ایسے ڈاکٹرز بہت کم ملتے ہیں۔ ڈگری ہر ایک لیتا ہے، لیکن اِنہوں نے جو ڈگری لی تھی، FCPS کی تو ایسی ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ بہت مشکل ترین ڈگری ہے اور ہمارے بلوچستان میں کینسر کے ڈاکٹر بہت کم ہیں اُس کے آنے سے پورے بلوچستان کے عوام کو بہت بڑے جو مریض تھے اُنکو relief ملا تھا۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ تو شہید ہے۔ اِس سے کوئی اِنکار نہیں کر سکتا

ہے۔ جناب اصغر ترین صاحب نے جو قرارداد پیش کی اور جو ہمارے benches پر گورنمنٹ کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اُن سے بھی میں یہ request کرتا ہوں کہ وہ اُن کو شہید کا درجہ دیں۔ باقی تو اُن کی جو تعریفیں ہیں وہ تو صبح تک ختم نہیں ہوسکتی ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! میری یہ request ہے کہ اُن کے بچوں کو پاکستان کے اعلیٰ تعلیمی اِداروں میں مفت تعلیم دلوادیں۔ اور اُن کو شہید کا درجہ دیں۔ اور ایک hospital جو کہ ڈاکٹرز چلاتے ہیں اور cancer hospital بھی یہی ڈاکٹر چلائیں گے کینسر کے ڈاکٹرز۔ مَیں کہتا ہوں کہ اِس سے پورے بلوچستان کے ڈاکٹروں کا سر فخر سے بلند ہوگا اگر اِس ہسپتال کو مہراللہ ترین کے نام سے منسوب کردیا جائے۔

جناب اسپیکر: Thank you ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: جناب اسپیکر صاحب! مَیں اِس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں Thank you۔

جناب اسپیکر: اِس کی حمایت کرتے ہیں Thank you۔ آیا قرارداد نمبر 43 منظور کی جائے؟

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 43 منظور ہوئی۔

جناب اسپیکر: سید ظفر علی آغا صاحب چونکہ موجود نہیں ہیں اور قرارداد نمبر 44 اُنہی سے متعلق ہے اُس کو defer کیا جاتا ہے اگلے سیشن جو کہ پانچ مئی کو ہونا ہے۔

حاجی غلام دستگیر بادینی: جناب اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: آپ بولنا چاہتے ہیں اسی پر؟

حاجی غلام دستگیر بادینی: جی۔

جناب اسپیکر: چلیں دو منٹ آپ لیں کیونکہ نماز کا ٹائم بھی ہونے والا ہے۔

حاجی غلام دستگیر بادینی: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! رمضان شریف کے آخری عشرے میں نوشکی میں چار پولیس اہلکار جو دوران ڈیوٹی، اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے تھے، ایک پولیس موبائل وین میں۔ جناب اسپیکر صاحب! اُن میں شہید منصور احمد، شہید کریم جان، شہید نذیر احمد، شہید عبدلقاہر جان۔ جناب اسپیکر صاحب! میری گزارش ہے کہ ابھی تک اِن کو شہید declare نہیں کیا گیا ہے۔ آپ کے توسط سے مَیں آپ سے request کروں گا چونکہ ہوم منسٹر یا ہمارے منسٹر صاحبان موجود نہیں ہیں یہ وہ شہید ہیں جنہوں نے۔۔۔

جناب اسپیکر: یہ جو بلاسٹ ہوا تھا اُس میں؟

حاجی غلام دستگیر بادینی: جی نہیں جناب اسپیکر صاحب! یہ رمضان شریف کے آخری عشرے میں اِن چار پولیس اہلکاروں کو شہید کیا گیا۔

جناب اسپیکر: ok.

میر غلام دستگیر بادینی: جی تو ابھی تک اِن کی فیملی والے اُن کے گھر والے اسی انتظار میں ہیں کہ کب کوئی لیٹر ہمیں آجائے کہ ہمارے بچوں کو شہید declare کیا جائیگا۔ ابھی تک کوئی ایسے home department کے through کوئی اُنکو مطلب دوران ڈیوٹی رائفل اُن کے ہاتھوں میں تھے وہ پولیس وردی میں، پولیس موبائل میں تھے تو میری گزارش یہ ہے کہ اِن کی جو فیملی میں جو ایک پریشانی کا ماحول بنا ہوا ہے تو آپ سے گزارش یہ ہے کہ home department کو آپ کے through باقاعدہ طور پر اُن کو پابند کیا جائے کہ یہ جو چار پولیس اہلکار ہیں اِن کو شہید کا درجہ دیا جائے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے done، جی انشاء اللہ یہ home department کو بھیجیں گے۔ جی مینا مجید صاحبہ!.Last speaker.

محترمہ مینا مجید بلوچ: thank you جناب اسپیکر سر! آپ سے ایک ریکوئسٹ ہے کہ 360 ڈگری کا ایک angel رکھیں اِس طرف بھی دیکھیں ہم سب ایسے اُٹھ رہے ہیں اور بیٹھ رہے ہیں، ہمیں موقع نہیں مل رہا۔ سر! آپ کا بہت شکریہ۔ اِس قرارداد پر مَیں بولنا چارہی تھی وہ approved ہو گیا لیکن میں یہ کہنا چاہوں گی کہ اِس حکومت نے already شہداء کی families کے لیے اُن کے بچوں کے لیے specially ایجوکیشن وہ جس بھی کلاس میں ہیں پی ایچ ڈی لیول تک free of cost education حکومت بلوچستان bear کرے گی جس میں تمام شہدا ہیں civilians کے بھی بچے ہیں ہمارے باقی جو پولیس اور دیگر اداروں سے جو تعلق رکھتے ہیں اُن کے بھی بچے ہیں تو already یہ حکومت بلوچستان کی initiative ہے بینظیر اسکالرشپ کے نام سے۔ سر! میں بلوچستان کی ایجوکیشن کی encouragement کے لیے اور بچیوں کی encouragement کے لیے میں کچھ بولنا چاہوں گی کہ ابھی جو حالیہ پبلک سروس کمیشن میں ہمارے جو اُمیدوار جو بلوچستان کے ہونہار students کامیاب ہوئے ہیں، اُن کو مبارک باد پیش کرتی ہوں بالخصوص ہمارے علاقے مکران کے لیے خوشی کی بات ہے بطورِ خاتون مجھے proud feel ہوتی ہے کہ پہلی دفعہ مکران میں دو ہماری بچیاں جس میں ماہ نور اسماعیل جن کا تعلق ضلع کیچ سے ہے اور اسماء قاسم جن کا تعلق پنجگور سے ہے پہلی مرتبہ مکران میں اسسٹنٹ کمشنر تعینات ہونے جارہی ہیں۔ یہ مکران کی تمام خواتین کے لیے یہ فخر کی بات ہے۔ اور اس سے ہماری باقی بچیوں کو بھی ایک encouragement ملے گی۔ اور یہ خواب وہ دیکھیں گی کہ وہ اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوں۔ سر! دوسری بات میں دو الفاظ بولنا چاہوں گی بلکہ بہت مختصراً کہنا چاہوں گی۔ ہمارے معزز رُکن اسمبلی جس کا تعلق بی این پی (مینگل) سے ہے، جہانزیب صاحب نے جو points

اُٹھائے تھے specially خواتین کی گرفتاریوں کے حوالے سے اور جو وہاں انکی protest خودکش دھماکہ ہوا تھا۔تو اس پر مختصراً میں کہنا چاہوں گی کہ دیکھیے بلوچستان کی جیلوں میں صرف تین چار ہماری یہ خواتین نہیں ہیں، اس کے علاوں بھی 35 خواتین ہیں جو کسی نہ کسی جرم کی وجہ سے اُن جیلوں میں ہیں۔قانون سب کے لیے برابر ہوتا ہے۔قانون نہ عورت کے لیے ہوتا ہے اور نہ مرد کے لیے ہوتا ہے۔کل کو اگر میں نے قانون توڑا یا اس اسمبلی میں بیٹھے کسی بھی رُکن نے قانون توڑا تو سب کے لیے قانون برابر ہے۔اور جس طرح سے اسمبلی کے فلور پر گمراہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اُن لوگوں کو جو باقی صوبوں میں بیٹھ کر سن اور دیکھ رہے ہوتے ہیں۔تو اسی لیے میں نے اس پر بولنا ضروری سمجھا کہ وہ سزا کے مرتکب تھے۔ جس طرح وہ اشتعال انگیز ہوگئے تھے۔جس طرح سے BYC نے حملہ کیا تھا، وہ violant ہوگئے تھے ہماری یونیورسٹی کے گیٹ کو توڑا بینک پر حملہ آور ہوئے اور جس طرح جو ٹرین واقعہ میں بندے مارے گئے تھے،اُن کی لاشوں کو اغوا کرنے کی کوشش کی اور اُسکے بعد protest کی۔کیونکہ یہ بہت بڑا قصہ ہے جو بار ہا سی ایم صاحب اس کو explain کرتے آرہے ہیں میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ کوئی ناحق جیل میں نہیں ہے۔جرم جو بھی کرے گا قانون سب کے لیے برابر ہے ۔شکریہ۔

جناب اسپیکر: .thank you madam قرارداد نمبر 44 کو private day کے لیے defer کیا جاتا ہے جو کہ میرے خیال سے 09 مئی کو ہوگا۔

جناب اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس بروز سوموار مورخہ 05 مئی 2025ء کو بوقت دوپہر تین بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 07 بجکر 05 منٹ پر اختتام پزیر ہوا)

☆☆☆